عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت کا ترجمان

جلد نمبر 9 | جنوری، فروری، مارچ 2015 | شمارہ نمبر 1

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لئے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبال)

تحریکِ پاکستان اور علمائے دیوبند

حدیث تجدید اور بانی فرقہ رضا خانی

غیر مقلدین کا مختصر تعارف

"تلاش حق" کے بدلتے نقشے!!

مؤمل بن اسماعیل فی میزان الجرح والتعدیل

2015ء اور ...... خوئے غلامی

عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت
www.ahnafmedia.com

عالمی اتحاد اہل السنّت والجماعت کا ترجمان

جلد نمبر 9 | جنوری، فروری، مارچ 2015 | شمارہ نمبر 1

مدیر

معاون مدیر

بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر....... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر....... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر....... سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsAap
+923062251253

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

قیمت فی شمارہ 25 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون 200 روپے

ناشر عالمی اتحاد اہل السُنّت والجماعت

فہرست

2015ء...... اور...... خوئے غلامی!!

✍......اداریہ

اقبال مرحوم کہتے ہیں:

حکمت مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کے لیے ہے اکسیر
دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر
حرف اس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

خوئے غلامی کی کئی مثالیں ہر روز آنکھیں تکتی ہیں اور نم ہو کر تھم جاتی ہیں ایک ایسی قوم جس کی شان و شوکت اور ہیبت و جلال سے عالَم پر لرزہ طاری ہوتا تھا، اغیار اس کے غلام اور جس کی انداز حکمرانی سے امن وانصاف کی کرنیں پھوٹتی تھیں۔

اسے کیا ہوا؟؟

آج اس پر اغیار ایسے مسلط ہیں کہ انہوں نے اس کی تہذیب و تمدن کو فرسودہ قرار دے دیا، ان کے کلچر اور طرز زندگی پر تنگ نظری کا لیبل چسپاں کر دیا، ان کے افکار و نظریات کو شدت پسندی کے گھاٹ اتار دیا۔

حیف صد حیف! جب سے اسے دشمنوں نے تھپک کر خواب غفلت میں سلایا ہے یہ قوم اٹھنے کا نام نہیں لے رہی، آنکھوں پر مغربی معاشرے کے اطوار و تہوار کی پٹی ایسی چڑھائی ہے کہ اندر اندر اسلامی معاشرے کی بینائی بھی جاتی رہی ہے۔

چشم فلک نے آج تک یہ منظر کبھی نہیں دیکھا کہ کسی غیر مسلم نے کوئی اسلامی تہوار منایا ہو، لیکن مسلم قوم ان کے ہر تہوار میں قدم بقدم شریک نظر آتی ہے وہ ویلنٹائن ڈے کے نام سے ہو یا اپریل فول کے نام سے، نیو ہیپی ایر ہو یا کوئی اور۔

ہمارا اسلامی سال شروع ہوا .... کسی گورے اور کالے کی طرف سے مبارکبادی کا مژدہ نہیں سنا گیا، کسی نے جشن نہیں منایا، کسی نے خوشیوں کے ڈونگرے نہیں برسائے، کسی نے مسرت کے باجے نہیں بجائے، کسی نے شادمانی کے گیت نہیں گائے، کسی نے اس پر بغلیں نہیں بجائی اور نہ ہی کسی کی باچھیں کھلی ہوئی نظر آئیں۔

جبکہ دوسری طرف نیا شمسی سال شروع ہوتا ہے تو غیر مسلم اقوام کے شانہ بشانہ ہمارے مسلمان بھی اسلامی اقدار کو پامال کرتے ہیں، اپنی شناخت بھول جاتے ہیں ، موسیقی، ناچ گانا، شراب و شباب، رقص و سرود، موج مستیاں اور رنگ رلیاں، اپنی جمع پونجی کو یوں اڑاتے ہیں جیسے ”حرام کی کمائی“ ہو۔

خدا کے لیے مسلمانو! اپنے دین، اپنے عقائد و نظریات اور اپنی تہذیب و تمدن اور اپنے کلچر کو زندہ کرو، غلامی کے طوق اتار پھینکو۔ اپنی حیثیت کا خیال کرو۔ ورنہ قوموں کے مٹ جانے کے یہی اسباب ہوتے ہیں۔

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں امام
اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور
سینکڑوں صدیوں سے خوگر ہیں غلامی کے عوام
خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی
پختہ ہو جاتے ہیں جب ”خوئے غلامی“ میں غلام!

علماء اجتماع کی مختصر روداد

عکاسی.........مولانا محمد کلیم اللہ حنفی حفظہ اللہ

سیکرٹری اطلاعات عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

قرآن ، سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے عالمی ادارے مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا میں 7 دسمبر اتوار کے روز صبح 9:00 بجے تیسرے سالانہ علماء اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت کلام اللہ سے اس مبارک محفل کا آغاز ہوا اور ہدیہ نعت ومنقبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علماء کے تربیتی بیانات کا باضابطہ سلسلہ شروع ہوگیا۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن امیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت نے علماء اجتماع کے شرکاء کا شکریہ ادا کرتے بہت قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں۔ جن کا مختصر خلاصہ پیش خدمت ہے۔

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کو دنیوی اور اخروی کامیابی کا راستہ بتانے والے بالترتیب چار طبقات ہیں:: خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور فقہاء کرام اور اولیاء امت۔ علماء کرام کا شمار اسی آخری طبقے میں ہوتا ہے۔
- علماء؛ نبوت کے پورے دین کے وارث ہیں ، عالمگیر نبی کے عالمگیر وارث ہیں ہماری محنت کا میدان محض اپنی مسجد اپنے مقتدی اپنا محلہ اپنا شہر اپنا علاقہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہم سارے عالم کی فکر کریں ، ہدایت کی طرف لائیں ۔ ضلالت و گمراہی سے بچائیں۔
- علماء کرام کو اپنی حیثیت کا خیال کرنا چاہیے ، کیونکہ یہی طبقہ اس امت مرحومہ کا

اثاثہ اور سرمایہ ہے۔ چونکہ علماء؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اس لیے لگے بندھے عنوانات کی بجائے پورے دین کی بات کرنی چاہیے۔

- قرب قیامت ہے اور فتنوں کی بھرمار ہے اس لیے علماء کرام کو وقت کی نزاکت جان کر جہاں عالمی ایشوز پر دینی نمائندگی کرنی چاہیے وہاں پر چھوٹے اور داخلی فتنوں سے بے خبر نہیں ہونا چاہیے۔ اس بارے میں ہمیں اسلام کے پہلے برحق خلیفہ راشد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزاج کو سمجھنا چاہیے ۔ جہاں وہ مرتدین اور یہود و نصاریٰ سے نبرد آزما رہے وہاں پر انہوں نے فتنہ مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی بھی کی ہے۔
- انسان خطا و نسیان کا مرکب ہے، ہمارا عقیدہ انبیاء کرام کے بارے میں یہ ہے اللہ تعالیٰ گناہوں کو ان کے قریب بھی نہیں جانے دیتے اس لیے وہ معصوم طبقہ ہے، صحابہ کرام سے گناہ ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے نامہ اعمال میں گناہوں کو رہنے نہیں دیتے اس لیے وہ محفوظ ہیں۔ باقی رہا علماء کا طبقہ تو ان سے گناہ ہوتے ہیں نہ تو یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں اور نہ ہی یہ صحابہ کرام کی طرح محفوظ ہیں۔
- دنیا بھر میں دینی اور مسلکی کام کرنے کے لیے مزاج نبوت سے واقفیت بہت ضروری ہے۔ اللہ کے نبی نے بدعقیدہ لوگوں سے نفرت کا اظہار کر کے ان کو اپنی صفوں سے دور رکھا ہے۔ خواہ وہ منافق ہوں، مشرکین ہوں، یہود و نصاریٰ ہوں یا کوئی اور۔ لیکن کسی بھی بدعمل کو اپنی صفوں سے نہیں نکالا، ہاں سزا تو دی ہے لیکن پھر بھی سینے سے لگایا ہے۔ آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اس مزاج پیغمبری سے دور ہوتے جا رہے ہیں، بدعقیدہ کو سینے سے لگایا جا رہا ہے اور بدعمل کو صفوں سے

نکالا جارہا ہے۔ ہمیں اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہوگا۔ چونکہ زمانہ نبوت سے ہم بہت دور ہیں اس لیے باہمی کمی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا اور ان کو برداشت کرنے کی عادت بنانی چاہیے۔

- مسلکی کام کرنے والے علماء کرام کے لیے دو چیزیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔پہلا اکابر کا مسلک اور دوسرا اکابر کا مزاج۔ جب تک دونوں سے واقفیت اور مکمل آگاہی نہیں ہوگی اس وقت تک محنت رنگ نہیں لا سکتی۔ اس حوالے سے بطور خاص ہمیں چار شخصیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی۔ ان لوگوں نے صبح وشام فہم وبصیرت، فراست وذکاوت، حکمت عملی اور عزیمت؛ وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی اشاعت اور تحفظ کے لیے قابل قدر محنت کی ہے اور امت کے سامنے اسلام کی صحیح صورت پیش کی۔
- فروعی مسائل میں اختلاف کی صورت میں ہم ائمہ اربعہ کے اجتہادی فیصلوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اجتہاد میں اگر مجتہد خطا پر بھی ہو تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اجر اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہاں جو لوگ نہ تو اجتہادی صلاحیت رکھتے ہیں اور نہ ہی ان میں بات سمجھنے کی اہلیت ہے ہماری تحقیق کے مطابق یہی لوگ فتنہ وفساد کے موجب ہیں۔
- ہم افراط وتفریط کے مابین حد اعتدال پر گامزن ہیں۔
- ہم اپنی کسی جماعت کا کارکن توڑ کر اپنے ساتھ نہیں ملاتے ساری جماعتیں ہماری اپنی ہیں جو شخص کسی بھی ہماری جماعت سے وابستہ ہے اور مسلکی کام کر رہا ہے یا کرنے کا جذبہ رکھتا ہے ہماری ساری ہمدردیاں اس کے ساتھ ہیں۔

- ہم اپنے عقائد و نظریات اور مسائل کی مسلسل مثبت اور معتدل انداز میں محنت کر رہے ہیں اور تادم زیست کرتے رہیں گے اگر کسی باطل نے ضد اور عناد کی بنیاد پر ہمارے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی تو علمی میدان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا بھرپور جواب دینے کی توفیق بخشی ہوئی ہے۔

اپنی پالیسی بیان کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ

- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ خالصۃً علمی و تحقیقی کام کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ؛ غیر سیاسی و غیر عسکری طرز پر کام کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ تشدد (گالی اور گولی) کی بجائے تسدد (قوت دلیل سے غلط عقائد و مسائل سے روکنا) اور تعصب (ضد و عناد) کی بجائے تصلب (دلائل کی بنیاد پر مسلک حقہ پر پختگی سے کاربند رہنے) کا راستہ اختیار کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ اہل حق کے افراد، جماعتیں اور اداروں کی مخالفت کی بجائے موافقت کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے ذمہ داران و کارکنان کا اپنی جماعتی پالیسی پر اعتماد، دیگر پر تنقید سے اجتناب کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ذاتیات کی بجائے نظریات کی علمی جنگ لڑے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے پلیٹ فارم سے حکومت وقت کی موافقت نہ مخالفت بلکہ اکابرین کے نقش قدم پر مواظبت کرے گی۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی امور میں جماعت از خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے اکابر علماء دیوبند جمعیت علماء اسلام، وفاق المدارس وغیرہ کی پالیسی کی پابندی کرے گی)
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان کے آئین اور قانون کے دائرہ میں رہ کر کام

کرے گی۔

- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ؛ ہمہ وقت مناظرانہ کی بجائے واعظانہ طرز پر کام کرے گی۔
- عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کا ہر کارکن اپنی طرف سے امیر کے حکم پر جان و مال قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے گا۔

مفتی عبدالواحد قریشی نے علماء اہل السنت والجماعت احناف دیوبند کی فرق باطلہ کی تردید میں لکھی گئی تصنیفی خدمات کا تذکرہ کیا، مولانا عبدالقدوس گجر نے اکابر دیوبند کے مسلکی مزاج کو موضوع سخن بنایا، مولانا محمد اکرم طوفانی نے فتنہ مرزائیت کی بیخ کنی کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ فتنہ محض مذہبی فتنہ نہیں بلکہ ملک دشمن فتنہ ہے۔ مفتی شبیر احمد حنفی نے مرکز اہل السنت کی علمی خدمات اور دنیا بھر میں اس کے محنت کے اثرات کا تذکرہ فرمایا اور چند چیدہ چیدہ کارگزاریاں علماء کے سامنے پیش کیں۔

اس محفل کے مہمان خصوصی مفتی حامد حسن رئیس دارالافتاء دارالعلوم عید گاہ کبیر والا نے علماء سے تعلق مع اللہ اور استغنائیت پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ استعداد اور استغناء یہ عالم کی نمایاں صفات ہوتی ہیں۔

اجتماع کی آخری نشست میں سابقہ سال 2013 میں مرکز اہل السنت والجماعت کے درجہ تخصص فی التحقیق والدعوہ کے فضلاء کرام کی دستار بندی کی گئی اور کتابوں کا ہدیہ بھی پیش کیا گیا۔ آخر میں استاذ العلماء مولانا عبدالجبار چوکیروی کی پرسوز دعا سے اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ شرکاء اجتماع علماء کرام کے تاثرات خوب حوصلہ افزا تھے۔ اللہ کریم اس اجتماع کو عالم انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کی بدولت ضلالت و گمراہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مؤمل بن اسماعیل فی میزان الجرح والتعدیل

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

غیر مقلدین نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، دلیل میں جو روایت پیش کرتے ہیں اس میں ایک راوی مؤمل بن اسماعیل ہے جسے محدثین نے مجروح قرار دیا ہے۔ غیر مقلد زبیر علی زئی نے اس کے بارے میں امام مروزی، امام بخاری اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ کی جروحات کو رد کرنے اور حافظ ہیثمی سے تحسین ثابت کی ناکام کوشش کی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مفتی شبیر احمد حنفی نے ایک سوال کے جواب میں ان کی علمی گرفت کی ہے۔

محترم جناب مفتی شبیر احمد حنفی!

"قافلہ حق" کے علمی و تحقیقی مضامین پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ صحیح عقیدہ و نظریہ کے پرچار کے لیے حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق مرکز اہل السنت والجماعت کی خدمات لائق تحسین ہیں۔

میرا سوال یہ ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والی روایت میں جو راوی مؤمل بن اسماعیل ہے اس پر محدثین مثلاً امام محمد بن نصر المروزی اور امام بخاری کی جرح ثابت ہے یا نہیں؟ کیونکہ غالی غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنے ایک رسالہ میں امام محمد بن نصر المروزی کی جرح "المؤمل اذا انفرد بحدیث وجب الخ" کے بارے میں لکھا:

"یہ قول بھی بلا سند ہے اور جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔"

(نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص29)

نیز اس غیر مقلد نے امام بخاری کی جرح کے متعلق یوں لکھا ہے:

" البخاری: "منکر الحدیث" (تہذیب الکمال... ، میزان الاعتدال... ، تہذیب التہذیب ...)

تین محولہ کتابوں میں یہ قول بلا سند و بلا حوالہ درج ہے جبکہ اسکے برعکس امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل کو التاریخ الکبیر (ج8ص49ت2107) میں ذکر کیا اور کوئی جرح نہیں کی۔ امام بخاری کی کتاب الضعفاء میں مؤمل کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے اور صحیح بخاری میں مؤمل کی روایتیں موجود ہیں۔ (دیکھیے 2700 ح7083 مع فتح الباری) حافظ مزی فرماتے ہیں: استشھد به البخاری، اس سے بخاری نے بطور استشہاد روایت لی ہے (تہذیب الکمال ج18ص527) محمد بن طاہر المقدسی (متوفیٰ 507ھ) نے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے: بل استشھد به فی مواضع لیبین انه ثقة. بلکہ انہوں (بخاری) نے کئی جگہ اس سے بطور استشہاد روایت لی ہے تاکہ یہ واضح ہو کہ وہ ثقہ ہے۔" (شروط الائمۃ الستۃ ص18) معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور امام بخاری کے نزدیک ثقہ ہے منکر الحدیث نہیں۔" (نماز میں ہاتھ الخ: ص30)

مؤمل کی توثیق کرتے ہوئے علی زئی نے یوں لکھا:

"حافظ الہیثمی: "ثقة و فیه ضعف" (مجمع الزوائد8/ 183) یعنی مؤمل حافظ ہیثمی کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔" (نماز میں ہاتھ الخ: ص34)

نیز علی زئی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی جرح کے متعلق یہ لکھا ہے کہ انہوں نے تقریب التہذیب میں ذکر کی گئی اپنی جرح سے رجوع کر لیا ہے۔ لہذا ان کی جرح "فی حدیثه عن الثوری ضعف" مردود ہے۔ (نماز میں ہاتھ الخ: ص35)

کیا واقعی یہ صحیح بات ہے کہ مؤمل بن اسماعیل پر امام مروزی اور امام بخاری کی جرح ثابت نہیں ہے؟ اور کیا حافظ ہیثمی کے ہاں یہ حسن الحدیث ہے؟ اور کیا حافظ ابن حجر العسقلانی نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا تھا؟ براہ کرم سہ ماہی "قافلہ حق" یا ماہنامہ "فقیہ" میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ والسلام خوشی محمد۔ حیدرآباد

الجواب باسم ملهم الصواب

مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں ہمارے سہ ماہی مجلہ "قافلہ حق" اور ماہنامہ "فقیہ" میں مضامین چھپ چکے ہیں۔ چونکہ آپ نے زئی صاحب کے چار شبہات ذکر کیے ہیں اس لیے اس شمارے میں اس جہت سے مؤمل مذکور پر جرح و نقد پیشِ خدمت ہے تاکہ شخص مذکور اور اس کے فرقہ کی علمی دیانت واضح ہو:

امام مروزی رحمہ اللہ کی جرح:

علیزئی صاحب کا امام محمد بن نصر المروزی کی جرح کے متعلق یہ کہنا کہ:

"یہ قول بھی بلاسند ہے اور جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔"

خود قولِ مردود ہے، اس لیے کہ یہ قول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تہذیب التہذیب (ج6 ص490) میں جزماً نقل کیا ہے، ضرور ان کے پاس کوئی سند یا پیشِ نظر کوئی کتاب ہو گی تب انہوں نے اتنی ذمہ داری سے اس قول کو امام مروزی کا قول کہا ہے۔ لہذا "بلا سند" ہونے کی رٹ لگانا غلط ہے۔

لیجیے! ہم امام محمد بن نصر المروزی کی اپنی کتاب "تعظیم قدر الصلاۃ" (ص574) سے یہ جرح نقل کرتے ہیں تاکہ غیر مقلدین کی تسلی کا سامان بنے۔ امام مروزی ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن هذا حديث لم يروه عن حماد بن زيد غير المؤمل وإذا انفرد بحديث وجب أن توقف ويتثبت فيه لأنه كان سيئ الحفظ كثير الغلط۔

اس صراحت کے بعد لامذہبوں کا بلاسند جرح والا اعتراض مردود ہے۔

تنبیہ: زئی صاحب کا امام محمد بن نصر المروزی کے قول کو جمہور کے مخالف کہنا غلط ہے، اس لیے کہ مؤمل مذکور جمہور کے ہاں ضعیف ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح:

زئی صاحب نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کو نا قابلِ اعتبار بنانے کے لیے جو دوڑ دھوپ کی ہے اس کا خلاصہ چار چیزیں ہیں:

۱: بلا سند جرح ہے۔

۲: امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الکبیر" میں مؤمل کا ذکر تو کیا لیکن اس پر جرح نہیں کی اور "کتاب الضعفاء" میں اس کا تذکرہ ہی نہیں کیا۔

۳: امام بخاری نے اس راوی سے استشہاداً روایت لی ہے۔(بحوالہ حافظ مزی)

۴: امام بخاری استشہاداً روایت اس لیے لیتے ہیں تاکہ واضح ہو کہ یہ راوی ثقہ ہے۔ (بحوالہ علامہ محمد بن طاہر المقدسی)

پھر موصوف نے ان چاروں باتوں کو ملا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ راوی ثقہ ہے۔ ہم شق وار ایک ایک بات کا تجزیہ کرتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ ان شقوں کو جوڑ کر زئی صاحب کے نتیجہ نکالنے کی حقیقت کیا ہے؟!!

شق نمبر 1 کا جواب:

مؤمل پر امام بخاری کی یہ جرح کئی حضرات نے نقل کر رکھی ہے:

1: ابو الحجاج یوسف المزی (تہذیب الکمال للمزی: ج10 ص211)

2: شمس الدین ذہبی (المغنی فی الضعفاء: ج2 ص446)

3: ابن حجر عسقلانی (تہذیب التہذیب: ج6 ص489)

4: احمد بن عبد اللہ الخزرجی الانصاری (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال: ص393)

5: بدر الدین العینی (مغانی الاخیار: ج5 ص111)

6: محمد عبد الرؤوف المناوی (فیض القدیر: ج5 ص228)

7: محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد (تحفۃ الاحوذی: ج6 ص67)

8: ناصر الدین الالبانی غیر مقلد (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ج2 ص293، ج12 ص57،)

ان کے علاوہ کئی حوالہ جات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ ان محدثین و غیر محدثین کا امام بخاری کی جرح کو جزماً نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یقیناً ان کے پیشِ نظر امام بخاری رحمہ اللہ کی کوئی کتاب یا کوئی معتبر سند ہے اسی لیے تو یہ حضرات اس جرح کو صحیح و ثابت مانتے ہیں اور اتنی پختگی سے نقل کرتے ہیں۔ نیز خود علیزئی صاحب نے بھی ایک مقام پر جزماً نقل کرنے کو مستدل اور معیار بنایا ہے۔ (الحدیث: ش93 ص40، 41)

لہذا علیزئی صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

شق نمبر 2 کا جواب:

امام بخاری رحمہ اللہ کا کسی راوی کو التاریخ الکبیر میں بلا جرح نقل کرنا خود غیر مقلدین کے ہاں بھی اس راوی کی توثیق شمار نہیں ہوتا، لہذا علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ مؤمل کا ذکر التاریخ الکبیر میں بلا جرح ہے اور اس سے عوام کو یہ تاثر دینا کہ یہ ثقہ ہے مردود ہے۔ بطورِ چکھی غیر مقلدین کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

1: عبد الرؤوف سندھو غیر مقلد ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ روایت نہایت گھٹیا درجہ کی ہے، اس روایت کا پہلا راوی عبد الوارث مولی انس بن مالک ہے، اسے امام بخاری نے التاریخ الکبیر (6/ 118) میں ذکر کیا مگر اس کے بارے میں کوئی جرح و تعدیل ذکر نہیں کی۔" (القول المقبول: ص527)

2: ارشاد الحق اثری غیر مقلد ایک حدیث کی "تحقیق" کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن بجاد محمد بن بجاد ہے اور وہ موسی بن سعد کا پوتا ہے جب کہ بجاد موسی کے صاحبزادے ہیں، ان کا امام بخاری نے التاریخ الکبیر 1/ 44 میں، امام ابن ابی حاتم نے الجرح

والتعدیل 3 / 213 میں ذکر کیا ہے مگر کوئی جملہ توثیق و توصیف نقل نہیں کیا۔
(توضیح الکلام ج2ص741)

پھر آخر میں ان کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: محمد بن بجاد اور موسی بن سعد دونوں مجہول و مستور ہیں، لہذا اس کی سند کو صحیح کہنا درست نہیں۔

(ج2ص743)

لہذا غیر مقلدین کے اس اصول کی روشنی میں یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اگر امام بخاری رحمہ اللہ نے مؤمل بن اسماعیل کو بھی التاریخ الکبیر میں بلا طعن ذکر کیا ہے تو اس سے اس راوی کی توثیق ثابت نہیں ہوتی۔

جہاں تک کتاب الضعفاء میں مؤمل کو ذکر نہ کرنے کا تعلق ہے تو امام بخاری نے اس بات کا اہتمام نہیں کیا کہ جو جو راوی ان کے ہاں مجروح ہیں ان تمام کا ذکر کتاب الضعفاء میں کریں بلکہ کئی روات جو امام بخاری کے ہاں مجروح ہیں ان کا ذکر کتاب الضعفاء میں نہیں کیا گیا۔ لہذا امام بخاری کا مؤمل کو بھی "کتاب الضعفاء" میں ذکر نہ کرنا اس کے ثقہ ہونے کی دلیل ہرگز نہیں۔

شق نمبر 3 کا جواب:

یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ جس راوی سے امام بخاری رحمہ اللہ استشہاداً روایت لیں وہ ہمیشہ ثقہ ہو گا۔ شواہد، متابعات اور معلقات میں امام بخاری نے ان شرائط صحت کو ملحوظ نہیں رکھا جو مسند روایات میں رکھتے ہیں۔ ہم غیر مقلدین ہی کے گھر کی گواہی پیش کرتے ہیں۔ حافظ عبد المنان نور پوری غیر مقلد ایک سوال کے جواب میں جو کچھ لکھتے ہیں ہم وہ سوال وجواب دونوں نقل کرتے ہیں۔

"سوال: سب لوگ مانتے ہیں کہ بخاری کے اندر کچھ مواد صحیح، کچھ حسن اور کچھ ضعیف

بھی ہے، تو پھر اصح کہنا درست نہ ہوا۔

جواب: یہ بھی حقیقت پر مبنی نہیں کیونکہ اصح کا حکم اصول اور موضوع کے لحاظ سے ہے اور وہ تمام احادیث صحیح اور مسند ہیں جو موضوع میں شامل ہیں، باقی شواہدات، متابعات اور معلقات کے بارے میں یہ حکم نہیں اور نہ ہی امام بخاری نے ان میں شرائط کو ملحوظ رکھا ہے کیونکہ موضوع کتاب الصحیح المسند ہے۔(صحیح بخاری کا تعارف)

لہذا علیزئی صاحب کا محض استشہاداً روایت لینے پر مؤمل پر حکمِ ثقاہت کا جھانسا دینا مردود ہے۔

شق نمبر 4 کا جواب:

علیزئی نے علامہ محمد بن طاہر المقدسی (ت 507ھ) کی عبارت ادھوری نقل کی اور موج میں آکر اس کو مؤمل پر فٹ کر دیا۔ قارئین کرام! آپ علامہ مقدسی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: ان مسلما اخرج احادیث اقوام ترك البخاری حدیثھم لشبھة وقعت فی نفسه اخرج مسلم احادیثھم بازالة الشبھة مثل حماد بن سلمة... و كذلك حماد بن سلمة امام كبير مدحه الائمة و اطنبوا لما تكلم فيه بعض منتحلی المعرفة ان بعض الكذبة ادخل فی حديثه ما ليس منه لم يخرج عنه معتمدا عليه بل استشهد به فی مواضع ليبين انه ثقة ومسلم اعتمد عليه۔

(شروط الائمۃ الستۃ ص70)

ترجمہ: امام مسلم نے راویوں کی اس جماعت سے بھی روایت لی ہے جنہیں امام بخاری نے ترک کر دیا تھا کیونکہ امام بخاری کو ان کی احادیث کی صحت میں شبہ پڑ گیا تھا، امام مسلم نے ان رواۃ سے اس شبہ کا ازالہ کر کے روایت لی ہے۔(یعنی ان راویوں کے بارے میں امام مسلم کو جب یہ واضح ہوا کہ ان رواۃ کی مرویات میں جو عدم صحت کا

شبہ ہے وہ درست نہیں تو انہوں نے ان سے روایت لے لی) جیسے حماد بن سلمہ... حماد بن سلمہ بہت بڑے امام ہیں، حضرات ائمہ نے ان کی بڑی مدح وثناء کی ہے اور انتہائی تعریف وتوصیف سے کام لیا ہے، جب بعض کچی رائے والے لوگوں نے حماد بن سلمہ پر کلام کیا کہ ان کی احادیث میں جھوٹا کلام شامل کر دیا گیا ہے جو حدیث کا حصہ نہیں تھا تو امام بخاری نے حماد بن سلمہ پر اصول میں عدمِ اعتماد کی بنا پر روایت نہیں لی البتہ کئی مقام پر استشہاداً روایت لی ہے یہ بیان کرنے کے لیے کہ یہ ثقہ ہے اور امام مسلم نے حماد بن سلمہ سے اصول میں روایت لی ہے۔

علامہ مقدسی کی اس پوری عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1: آپ ان راویوں کی مثال دے رہے ہیں جن سے امام بخاری نے اصول میں روایات نہیں لیں بلکہ استشہاداً لی ہیں اور امام مسلم نے اصول میں لی ہیں۔

2: یہ بحث ان رواۃ کے بارے میں ہے جن پر کلام منتحلی المعرفۃ (کچی رائے کے مالک لوگوں) نے کیا ہے۔

3: "استشهد به فی مواضع لیبین انه ثقة" کے قاعدے کا تعلق امام حماد بن سلمہ جیسے محدثین کے ساتھ ہے جن کی تعریف وتوصیف، ثقاہت وامامت اور جلالت شان کا اعتراف کبار ائمہ نے "الامام، الحافظ، شیخ الاسلام، اعلم، اثبت، ثقہ، الابدال، فقیہ، صاحب سنۃ، اشد مواظبۃ علی الخیر، صحیح السماع، حسن اللقی وغیرہ" جیسی صفات کا تذکرہ کر کے کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ: ج1 ص151، تہذیب التہذیب: ج2 ص197)

4: اس قاعدہ کا تعلق ایسے راوی کے ساتھ ہے جس سے امام بخاری نے کئی مقام (فی مواضع) پر روایت لی ہو۔

ان حقائق کی روشنی میں علی زئی صاحب کا "استشهد به فی مواضع لیبین انه

ثقۃ"کا قول مؤمل بن اسماعیل کے لیے فٹ کرنا کسی طرح درست نہیں۔اس لیے کہ:

[۱]: مؤمل بن اسماعیل سے امام مسلم نے اصول میں تو در کنار، استشہاداً بھی روایت نہیں لی جب کہ یہ قاعدہ اس راوی کے بارے میں ہے جس سے امام مسلم نے بھی روایت لی ہو اور روایت بھی اصول میں لی ہو۔

[۲]: مؤمل بن اسماعیل پر کلام کچی رائے کے مالک لوگوں نے نہیں کیا بلکہ کبار ائمہ جرح و تعدیل نے کیا ہے جن میں امام ابو حاتم الرازی، امام الساجی، امام یعقوب بن سفیان الفارسی، امام ابو ذرعہ، امام احمد بن حنبل، امام ابن حبان، علامہ ابن سعد، عبد الباقی بن قانع البغدادی، امام محمد بن نصر المروزی، امام دار قطنی، حافظ نور الدین ہیثمی، علامہ شمس الدین الذھبی، حافظ ابن حجر العسقلانی وغیرہ شامل ہیں۔

[۳]: یہ قاعدہ حماد بن سلمہ جیسے روات کے لیے تھا جن پر جید محدثین کا اعتماد تھا جب کہ مؤمل بن اسماعیل پر ائمہ کا اس طرز کا اعتماد نہیں۔

[۴]: مؤمل سے ایک مقام پر استشہاداً روایت تو ملتی ہے (ح2700 مع فتح الباری) لیکن حدیث نمبر 7083 میں شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی کے مطابق امام بخاری کے شیخ مؤمل بن ہشام مراد ہیں۔ (عمدۃ القاری: ج16 ص349)

ان حقائق کی روشنی میں زئی صاحب کا محمد بن طاہر المقدسی کے بیان کردہ قاعدہ کو مؤمل بن اسماعیل کے لیے ثابت کرنا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

حافظ ہیثمی کی تحسین کی حقیقت:

حافظ ہیثمی کے تمام اقوال کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل حسن الحدیث نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ چنانچہ مؤمل کی توثیق کے متعلق مجمع الزوائد کے مختلف مقام پر جو لکھتے ہیں، پیشِ خدمت ہے:

وفیہ مؤمل بن إسماعیل وثقہ ابن معین. (تحت ح6532)

وفیہ مؤمل بن إسماعیل وثقہ ابن معین وابن حبان. (تحت ح7385)

مؤمل بن إسماعیل وثقہ ابن معین. (تحت ح8068)

مؤمل بن إسماعیل وثقہ ابن حبان. (تحت ح8563)

مؤمل بن إسماعیل وثقہ ابن معین وابن حبان. (تحت ح8917)

اسی مؤمل کے ضعف کے متعلق کئی مقام پر جو لکھتے ہیں، وہ یہ ہے:

وضعفہ البخاری. (تحت ح6532)

وضعفہ البخاری وغیرہ. (تحت ح7385)

وضعفہ الجمہور. (تحت ح8068)

وضعفہ جماعۃ. (تحت ح8563)

وضعفہ البخاری وغیرہ. (تحت ح8917)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حافظ ہیثمی نے ثقاہت کا قول ابن معین اور ابن حبان کا بتایا ہے اور ضعف کا قول امام بخاری اور ایک جماعت کا قرار دیا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ح8068 کے تحت ضعف کے قول کو جمہور کا قول قرار دیا۔ ثابت ہوا کہ حافظ ہیثمی کے ہاں مؤمل بن اسماعیل ضعیف عند الجمہور ہے، حسن الحدیث ہر گز نہیں۔ علیزئی صاحب کا اسے حسن الحدیث قرار دینا مردود ہے۔

تنبیہ: علیزئی صاحب نے امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح کو رد کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا حتیٰ کہ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ تک سے تحسین کی ناکام کوشش کی لیکن حافظ ہیثمی نے "ضعفہ البخاری" کہہ کر زئی صاحب کی ساری کارستانیوں پر قلمِ رد پھیر دیا۔ زئی صاحب اسے ثقہ عند الجمہور بھی ثابت کرنا چاہتے تھے (دیکھیے اثبات التعدیل) لیکن حافظ ہیثمی نے "ضعفہ الجمہور" کہہ کر اس "خواب" کو بھی شرمندہ تعبیر نہ

ہونے دیا۔ کسی نے خوب کہا:

ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

حافظ ابن حجر عسقلانی کی جرح:

زئی صاحب کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں تاکہ موصوف کے کارنامے؛ "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا" کی حقیقت آشکارا ہو۔ لکھتے ہیں:

"حافظ ابن حجر العسقلانی: "صدوق سیئ الحفظ" (تقریب التہذیب:۷۰۲۹)"

"ابن حجر العسقلانی: ذکر حدیث ابن خزیمة (وفیه مؤمل بن اسماعیل) فی فتح الباری ۲/ ۲۲۴ تحت ح۷۴۰) و لم یتکلم فیه۔ ظفر احمد تھانوی نے کہا: "ما ذکره الحافظ من الاحادیث الزائدة فی فتح الباری فهو صحیح عنده او حسن عنده کما صرح به فی مقدمته...... (قواعد فی علوم الحدیث ص۸۹) معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب کے بقول حافظ ابن حجر کے نزدیک مؤمل مذکور صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہے گویا انہوں نے تقریب التہذیب کی جرح سے رجوع کر لیا ہے۔"

(نماز میں ہاتھ باندھنے کا الخ: ص31 و ص35)

زئی صاحب کی اس بھاگ دوڑ کا خلاصہ تین چیزیں ہیں:

اول: ابن حجر نے ابن خزیمہ کی روایت ذکر کی ہے جس میں مؤمل بن اسماعیل ہے۔ ابن حجر نے مؤمل پر جرح نہیں کی۔

دوم: مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے بقول جو احادیثِ زائدہ حافظ ابن حجر عسقلانی ذکر کرتے ہیں وہ ان کے ہاں صحیح یا حسن ہوتی ہیں۔

ثالث: لہذا ثابت ہوا کہ مؤمل حافظ ابن حجر کے ہاں ثقہ ہے۔ "گویا انہوں نے تقریب التہذیب کی جرح سے رجوع کر لیا ہے۔"

اول کا تجزیہ:

یہ درست ہے کہ حافظ ابن حجر مؤمل کی روایت لائے ہیں لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ فتح الباری میں مؤمل پر کوئی کلام نہیں ہے، واقعہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے مؤمل پر کلام کیا ہے، دو مقام یہ ہیں:

۱: مؤمل بن إسماعيل في حديثه عن الثوري ضعف. (ج9 ص297)

۲: كثير الخطأ. (ج13 ص42)

ثابت ہوا کہ خود فتح الباری میں مؤمل پر کلام موجود ہے۔

ثانی کا تجزیہ:

زئی صاحب نے مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی پوری عبارت نقل نہیں کی، جس حصہ پر مسئلہ کا مدار تھا اسے ہضم کر گئے ہیں۔ پوری عبارت یہ ہے:

ما ذكره الحافظ من الاحاديث الزائدة في فتح الباري وسكت عنه فهو صحيح او حسن عنده كما صرح به في مقدمته. (قواعد فی علوم الحدیث ص۸۹)

ترجمہ: حافظ ابن حجر فتح الباری میں (صحیح بخاری کی احادیث کی تشریح میں) جو روایات زائدہ لائیں اور ان کے بارے میں سکوت کریں (روایت یا راوی پر کلام نہ کریں) تو ان کے ہاں وہ صحیح یا حسن ہوتی ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ زئی صاحب نے چھوڑ دیے ہیں۔ علامہ ظفر احمد عثمانی کی اس پوری عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر اگر روایت کے بارے میں سکوت کریں تو وہ روایت ان کے ہاں صحیح / حسن ہے جبکہ اس روایت کے راوی مؤمل پر خود فتح الباری میں کلام موجود ہے کما مر، لہذا زئی صاحب کی کارروائی (اولاً قاعدہ کو ادھورا ذکر کرنا، ثانیاً اسے مؤمل پر فٹ کرنا) غلط در غلط ہے۔

ثالث کا تجزیہ:

اول و ثانی تجزیہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ مؤمل مجروح ہے۔

آخر میں بطورِ خلاصہ یہ فیصلہ کن نتیجہ ہے: مؤمل بن اسماعیل حافظ ابن حجر کے ہاں مجروح ہے۔ جرح سے رجوع کا قول غلط ہے۔ مزید آپ کا قول "فی حدیثه عن الثوری ضعف" ثابت ہے۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت بھی اسی طریق سے ہے جو مذکورہ تحقیق کی رو سے ضعیف و مردود ہے۔

حیرانگی ہے یہ شخص اپنے مقصد کے لیے کس طرح عبارات سے مطلب کشید کرلیتا ہے! سردست ایک حوالہ پیش خدمت ہے جس سے اس شخص کی علمی "دیانت" کا ایک اور ثبوت مل سکے گا۔ موصوف زئی صاحب چونکہ گروہ غیر مقلدین سے ہیں اس لیے اپنے مطلب کو ثابت کرنے کے لیے یہ راگ الاپا کرتے ہیں کہ اقتداء اور اتباع الگ چیز ہے اور تقلید الگ چیز، اپنے اس مزعومہ موقف کو ثابت کرنے کے لیے امام اہل السنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب "راہِ سنت" سے ایک اقتباس بقید صفحہ نقل کیا۔ زئی صاحب لکھتے ہیں: "سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں: اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء واتباع اور چیز ہے اور تقلید اور چیز ہے۔

(دین میں تقلید کا مسئلہ ص14 علی زئی کی کتاب)

جبکہ اصل کتاب میں یہ عبارت ہے: "ہمارے نزدیک اقتداء، اتباع اور تقلید ایک ہی شئے ہے، غیر مقلدین کے ہاں اقتداء واتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے۔"

(المنہاج الواضح یعنی راہ سنت ص35)

چند ملاحظات:

زئی صاحب نے دیگر علماء سے تصحیح و تحسین کی ناکام کوشش بھی کی ہے جس کا

خلاصہ مع نقد پیشِ خدمت ہے۔

۱: ”ترمذی کے نزدیک مؤمل صحیح الحدیث وحسن الحدیث ہیں۔“ (ص32)

جواب: موصوف نے اسی رسالہ کے ص 11 پر امام ترمذی کو متساہل کہتے ہوئے لکھا:

”ترمذی نے کثیر بن عبد اللہ کی حدیث کی تصحیح کی ہے جبکہ کثیر کو کذاب بھی کہا گیا ہے، اسی لیے بقول حافظ ذھبی ”علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے“۔

غیر مقلدین کو چاہیے کہ اپنا لکھا دماغ میں رکھا کریں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

۲: ”امام بخاری: ”استشھد بہ فی صحیحہ“ (ص33)

جواب: اس پر تفصیلاً رد گزر چکا ہے۔

۳: ”الحاکم: ”صحح لہ فی المستدرک“• (ص33)

جواب:

زئی صاحب نے اسی رسالہ کے ص12 پر لکھا:

”حاکم کی تصحیح کسی شمار وقطار میں نہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔“

زئی صاحب کی باقی ”کوشش“ کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

خلاصہ کلام:

علی زئی صاحب کا امام محمد بن نصر المروزی، امام بخاری اور حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہم اللہ کی جروحات پر اعتراضات کرنا اور حافظ ہیثمی سے تحسین ثابت کرنا مردود ہے۔ یہ جروحات ثابت ہیں اور مؤمل بن اسماعیل ضعیف عند الجمہور ہے۔ لہذا سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

حدیثِ تجدید اور بانی فرقہ رضاخانی

✍......مولانا ابوایوب قادری حفظہ اللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ......اخرہ ابو داود

یعنی اللہ تعالی اس امت کی اصلاح کے لیے ہر صدی کے سرے پر مجدد بھیجتے رہیں گے جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

در اصل اس ارشاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد امت کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ اس دین میں کبھی تحریف نہیں کی جاسکے گی، اور نہ ہی زیادہ زمانہ گزرنے سے بوسیدہ ہو گا اور نہ زمانے کے انقلابات اسے بدل سکیں گے بلکہ اللہ تعالی اس کی بقاء و حفاظت اور تجدید کا انتظام برابر کرتا رہے گا اور ہر دور ہر قرن میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو دین سے اس گرد و غبار کو جھاڑتے رہیں گے جو زمانے کی ہواؤں سے اس پر پڑے گا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفیٰ 1172ھ) اس حدیث تجدید کی وضاحت و تشریح میں اس حدیث کو پیش فرماتے ہیں جو کتب حدیث میں مروی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحمل ھذا العلم من کل خلف عدو لہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین ۔ رواہ البیہقی بحوالہ مشکوۃ مع المرقاۃ کتاب العلم ج 12 ص 463۔

(حجۃ اللہ البالغۃ ج 3 ص 126)

”میرے لائے ہوئے اس علم یعنی دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور

نیک بندے سنبھالیں گے (اور اس کی خدمت و حفاظت کا حق ادا کریں گے) وہ غلو کرنے والوں کی تحریف اور کھوٹے سکے چلانے والوں کی طمع کاریوں اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔"

ان سب امور کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت ہی میں سے ایسے بندے ہر دور میں پیدا کرتے رہیں گے جو اللہ ورسول کی اس امانت کی حفاظت کریں اور اس کو اس کی اصلی مشکل میں پیش کرتے رہیں اور اس دین کی حقیقت تحریفوں اور تاویلوں کے پردوں میں کبھی اس طرح گم نہ ہو سکے گی جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایتیں دنیا سے گم ہو گئیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ متوفی 1014ھ اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث تجدید کی شرح میں لکھتے ہیں:

ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ویعز اهله ویقمع البدعة ویکسر اهلها ....الحدیث.

"مجدد کی صفت یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے نمایاں کر دے گا اور علم کو بکثرت شائع کرے گا اور اہل علم کی عزت کرائے گا اور بدعت کا زور توڑ دے گا۔"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی 1052ھ اپنی کتاب لمعات التنقیح عربی ص293 اور اشعۃ اللمعات فارسی ج1 ص182 میں اس حدیث کی شرح میں مجدد کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ)

"وہ تجدید و نصرت دین اور ترویج و تقویت سنت اور قلع قمع بدعت اور اس کی تصنیف و نشر علوم اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے ساتھ اپنے اہل زمانہ میں ممتاز ہو گا۔"

نیز مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے مجموعۃ الفتاویٰ ص151 پر ہے کہ

مجدد کی علامات وشروط یہ ہیں کہ

”وہ علوم ظاہرہ وباطنہ کا عالم ہوگا اور اس کی تدریس وتالیف وتذکیر سے عام نفع پہنچے گا اور وہ سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کے مٹانے میں سرگرم ہوگا۔“

ان تحریرات اور اس حدیث کے دیگر شارحین کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ تجدیدِ دین سے مراد ہے کتاب وسنت کا عمل جو مرورِ زمانہ سے ترک ہوکر مٹ چکا ہو وہ

- اس کو از سرِ نو زندہ کرکے لوگوں سے غلو اور افراط وتفریط کو روکنا۔
- جاہل مولویوں کی تحریفات وتاویلات کی نفی کرنا۔
- خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی تراشی ہوئی بدعات سے دین کو بچانا۔
- حق وباطل میں تمیز کرنا۔
- دین کو اس کی اصل شکل میں جیسا کہ ابتدائے اسلام میں یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں تھا مسلمانوں میں رائج کرنا۔
- اس کی تبلیغ اور اثرات صحبت سے کثیر التعداد لوگوں کا اسلامی تعلیم پر عمل کرنا۔

پس ایسا شخص ”مجددِ دین“ کہلاتا ہے اور جو یہ نہ کرے وہ کیسا ہی فاضل، عامل، فقیہ، صاحبِ دل اور صاحب مکاشفہ ہو مجدد نہیں ہوسکتا۔

حدیثِ مذکور کے لفظ علی راس کل مائۃ سنۃ کی تشریح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای انتہائه و ابتدائه اذا قل العلم والسنة و کثر الجهل والبدعة ۔

”یعنی ایک صدی کے آخر یا دوسری صدی کے ابتداء میں جب کہ علم اور

سنت کی کمی ہو جائے اور جہل وبدعت کی کثرت ہو جائے۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

المراد بالراس اخذ المائۃ او قریب من آخرھا یعنی راس سے مراد صدی کا آخر یا اس کے آخر کا قریبی زمانہ ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ مجدد کی یہ نشانیاں ہیں:

- ایک صدی کے آخر میں ہو گا۔
- یا دوسری صدی کے شروع میں ہو گا۔
- سنت کو بدعت سے ممتاز کرے گا۔
- سنت کو زندہ کرے گا، جو کہ مرور زمانہ سے مٹ چکی ہوں۔
- بدعت کو مٹائے گا، جو زمانہ کے گزرنے سے پیدا ہو چکی ہوں۔
- اہل السنت کی عزت کرائے گا، اہل بدعت کا زور توڑے گا۔
- علوم کو پھیلائے گا۔
- اسلام کا کلمہ بلند کرے گا۔
- علوم ظاہری و باطنی کا عالم ہو گا۔
- تدریس، تالیف، وعظ، و نصیحت سے امت کو فائدہ ہو گا۔
- غلو، افراط و تفریط سے روکے گا۔
- جاہل مدعیوں کی تحریفات و تاویلات کی نفی کرے گا۔
- دین کو اس کی اصل شکل پر لے آئے گا جو ابتدائے اسلام میں تھی۔
- اور اس کی تبلیغ و صحبت سے کثیر التعداد لوگ کا اسلامی تعلیمات پر عمل شروع کر دیں گے۔

✪ اور یہ کرنے والا علیحدہ آدمی بھی ہو سکتا ہے اور ایک جماعت بھی ہو سکتی ہے۔

آمدم بر سر مطلب:

اب ہم اصل مدعیٰ کی طرف آتے ہیں اہل بدعت اپنے "مجدد البدعات" کو کھینچ تان کر اس حدیث شریف کا مصداق بنانا چاہتے ہیں ہم ان کے گھر سے ہی اس کی تردید عرض کرتے ہیں۔

خان صاحب کسی مدرسے کے فاضل نہ تھے:

آپ نے حصول علم کے لیے کسی مدرسے میں داخلہ نہیں لیا۔

(خیابانِ رضا ص18)

جس سے قرآن پڑھا اس کو خود قرآن پڑھنا نہ آتا:

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ

"کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے حضور بھی ان سے کلام اللہ شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زیر بتاتے تھے اور آپ زبر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضور کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب نے دیکھ کر حضور کو اپنے پاس بلالیا، کلام اللہ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی۔"

(حیاتِ اعلی حضرت ج1 ص112)

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"اعلیٰ حضرت نے چونکہ باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا۔"

(حیاتِ اعلی حضرت ج1 ص112)

یک چشم گل........ "مجدد":

"ساڑھے پانچ مہینے سے زائد ہوگئے کہ میری آنکھ پر آشوب آیا ہوا ہے۔ پانچ مہینے تک لکھنا پڑھنا موقوف رہا، مسائل سن کر زبانی جواب لکھواتا رہا اسی طرح بعض رسائل لکھوائے آنکھ پر اب تک بہت ضعف ہے۔"

(کلیات مکاتیبِ رضاج 1 ص 384 مکتبہ نبویہ لاہور)

خان صاحب کا وعظ و تقریر سے احتراز:

"اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ وعظ و تقریر سے بہت احتراز فرماتے۔"

(سیرتِ اعلی حضرت ص 161)

خان آف بریلی...... مکفر المسلمین:

"عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ "مکفّرُ المسلمین" تھے۔"

(المیزان کا احمد رضا نمبر ص 29)

خان آف بنی اسرائیل جاہلوں کا پیشوا:

پروفیسر مسعود احمد لکھتا ہے:

"فاضل بریلوی اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے۔ چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا مولانا احمد رضا خان کے پیرو زیادہ تر جاہل ہیں گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔"

(فاضل بریلوی اور ترک موالات ص 5 ادارہ مسعودیہ کراچی 2004ء)

مجدد کا پتہ ہی نہیں:

"افسوس صد افسوس! کہ مجھے اعلی حضرت کے وصال سے دو سال پہلے ان کا

پتہ معلوم ہوا۔"

(احمد رضا نمبر ص187 سراج احمد مفتی مدرسہ دارالعلوم خانپور)

"افسوس کہ امام احمد رضا کی بارگاہ میں ہم پچپن برس کے بعد پچپن کتابیں بھی پیش نہ کرسکے اب تک جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں اگرچہ بعض حضرات نے جزوی کوشش کی ہیں لیکن وہ تحقیقی وسوانحی معیار کے مطابق نہیں، زندہ قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی خدمات اور قربانیوں کو اجاگر کرے اور ان کی شہرت کو چار چاند لگائے مگر اجاگر کرنا تو بڑی بات امام احمد رضا کو اب تک صحیح انداز میں پیش نہ کرسکے۔ ابن عبدالوہاب سے لے کر ابو الاعلی مودودی تک جتنے قابل ذکر مخالفین ہیں سب کی سوانح حیات پر بے شمار کتابیں ان کے اپنوں نے لکھیں اور احسان مندی کا ثبوت دیا۔ یہ تلخ حقیقت قبول کیجیے کہ امام احمد رضا کا اب تک علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو امام احمد رضا کو جانتا بھی نہیں، امام احمد رضا کے گیت ہمارے اسٹیج پر گائے جاتے ہیں لیکن یہ دعوی کرنا مشکل ہوگا کہ امام تمام یونیورسٹیوں کالجوں دانش گاہوں اور لائبریریوں میں موجود ہیں۔"

(احمد رضا نمبر ص28)

"آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے کو جھجکتا ہے عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور کہ وہ مکفر المسلمین تھے مسلمانوں کو کافر گردانتے، بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیا میں جتنے بھی تحقیقی ادارے ہیں وہاں احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہیں ملے گا۔"

(احمد رضا نمبر ص29)

"تمام تر حقائق کے باوجود آج اہل دانش امام احمد رضا کی عبقری ذات کو نہ تو

جانتے ہیں نہ ہی پہچانتے ہیں ان کا اسم گرامی ایک مذہبی گالی سمجھا جاتا ہے۔"

(احمد رضا نمبر 38)

"ہم اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجک رہے ہیں کہ مدبرین دانش وروں کی لائبریریوں سے لے کر طب ریسرچ اسکالرز کی میزوں تک اگر نظر آئیں گی تو بیگانوں کی کتب ہی نظر آئیں گی۔"

(احمد رضا نمبر ص 44)

"جب شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں برطانیہ کے تبلیغی دورے پر تھے تو بیلجیئم بھی جانا ہوا میزبان نے جو شیخ الاسلام کا نیاز مند تھا اپنے فرزند سے کہا وہ کتاب حضرت کو دکھاؤ جو تمہارے مطالعہ میں ہے صاحب زادہ نے فرنچ زبان میں بہشتی زیور لاکر سامنے رکھ دی جس کے ٹائٹل پر نام نہاد حکیم الامت کو "امام اہل السنۃ" لکھا۔ تحیر و تاسف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ شیخ الاسلام دیر تک عالم خیال میں گم ہو گئے۔ آہ جو امام اہل السنۃ ہے اسے نہ جانا ہے اور جو گستاخ ہے اسے امام اہل السنۃ لکھ کر متعارف کرایا جائے۔"

(احمد رضا نمبر ص 47)

50 سال کی محنت:

"مولانا احمد رضا خان پچاس سال مسلسل اسی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ مستقل دو مکتبہ فکر قائم ہو گئے بریلوی دیوبندی یا وہابی۔"

(سوانح حیاتِ اعلیٰ حضرت ص 8)

فاضل بریلوی کے چاہنے والے:

"کوئی مجدد ہو یا محدث فقیہ ہو یا مجتہد وہ خود اپنے اتباع کی دعوت نہیں دیتا

بلکہ اتباع شریعت کی دعوت دیتا ہے اور یہ شان انبیاء اور مرسلین کی ہے کہ وہ اپنے اتباع پر ہی ہدایت و نجات کو موقوف قرار دیں۔"

(المیزان کا احمد رضا نمبر ص404)

ہم دیکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی نہ صرف اپنی اتباع کی دعوت دیتے ہیں بلکہ شریعت کی اتباع کو اتنی اہمیت نہیں دیتے جتنی کہ اپنے دین و مذہب کو اہمیت دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

(وصایا شریف ص10)

یعنی شریعت کا دامن حرف امکان و ممکن حد تک اور فاضل بریلوی کا دین و مذہب اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی صاحب "مجدد" نہیں ہوسکتے۔ ہاں "مجدد البدعات" ہوسکتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اہل حرمین نے تو مجدد مانا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رضاخانی حضرات کہتے ہیں: "اس سفر میں اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاوی کا خلاصہ 21 ذی الحجہ 1323ھ کو علماء حرمین کے سامنے پیش کیا انہوں نے اس پر بھی محبت و عقیدت میں ڈوب کر تقریظیں تحریر فرمائیں۔"

(المیزان کا احمد رضا نمبر ص427)

تو یہ حدیث شریف حبك الشيئ يعمى ويصم کے اصول سے وہ ان کی عقیدت سے دھوکہ کھاگئے اور حق ان پر واضح نہ ہوسکا۔

اعلیٰ حضرت کا قلم:

"ایک بار صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی نے آپ کی

خدمت میں عرض کی حضور آپ کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں ان میں تو گالیاں بھری ہیں۔"

(فیضانِ اعلیٰ حضرت ص275)

فتاویٰ جات اور تصنیفات کی سماعت کا وقت:

"اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ یہ تھی کہ استفتاء (سوالات) ایک ایک کو تقسیم کر دیتے اور پھر ہم لوگ دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے پھر عصر و مغرب کے درمیان مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتوے سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے اسی مختصر وقت میں مصنفین اپنی تصنیف دکھاتے۔"

(فیضان اعلیٰ حضرت ص223)

استفتاء کی سپردگی:

اعلیٰ حضرت کے خدام میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں:

"چونکہ میں نے حساب کی تعلیم سکولی طور پر پائی تھی لہٰذا فرائض (علم میراث) کے حساب کی مشق بڑھی تھی اور ایسے استفتاء میرے سپرد فرماتے تھے۔"

(فیضان اعلیٰ حضرت ص224)

ایک جگہ یوں ہے:

استفتاء ہوتا تو حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا ظفر الدین یا مولانا سید غلام محمد صاحب بہاری کے حوالے فرماتے۔

(فیضان اعلیٰ حضرت ص110)

فاضل بریلوی جب کسی مدرسہ میں ظفر الدین بہاری کو بطور مدرس بھیجنے لگے تو اس مدرسے کے مہتمم کو لکھتے ہیں:

فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کرکے انہیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے اگر منظور ہو فوراً اطلاع دیجیے کہ اپنے ایک اور دوست میں نے روک رکھا ہے کہ ان کی جگہ مقرر کروں اگرچہ دو عظیم کام یعنی افتاء وتوقیت اور ان سے اہم تصنیف میں وہ نئے صاحب بھی ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔

(فیضان اعلیٰ حضرت ص217)

اتنا تو معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی فتاویٰ وغیرہ کی کتب اپنے رکھے ہوئے ملازمین سے لکھوایا کرتے تھے۔ہاں یہ ضرور ہو گا کہ سن لیتے ہوں گے میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ صرف نام کے عالم و مجدد ہیں حقیقت کچھ نہیں، ہمارے بریلوی بھائیوں نے جو ان کتابوں اور فتاویٰ جات کی نسبت فاضل بریلی کی طرف کی ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ کتب ان کی طرف منسوب ہیں، ورنہ حقائق وہی ہیں جو ہم نے عرض کر دیے ہیں۔

جہالت کی داستان:

فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

”وہی پوریاں کباب کھائے، اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بند ہو گیا مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے اترتا تھا اور اسی پر اکتفاء کرتا بات بالکل نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ قرات میسر نہ تھی سنتوں میں کسی کی اقتداء کرتا تھا۔“

(فیضان اعلیٰ حضرت ص133)

کیا احناف کے ہاں یہ اجازت ہے کہ سنتیں بھی کسی امام کی اقتداء میں پڑھی

جائیں؟ یہ فاضل بریلوی کے جاہل ہونے پر مہر ہے۔

فاضل بریلوی کی جہالت کا ایک اور ثبوت:

ڈاکٹر پروفیسر مسعود کہتے ہیں:

”فاضل بریلوی اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں یہ راقم بھی موجود تھا کہ ایک فاضل نے فرمایا کہ احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔“

(فاضل بریلوی اور ترک موالات ص5)

جہالت کی پیشوائی کی وجہ:

لوگوں میں یہ جو تاثر ہے کہ فاضل بریلوی جاہلوں کے پیشوا ہیں اس کی وجہ کیا ہے، ابو کلیم صدیق خان لکھتے ہیں:

”آخر عام لوگوں میں جو شہرت ہوتی ہے اس کی کوئی بنیاد ضرور ہے۔“

(انوار احناف ص63)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”مشہور محاورہ ہے: زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔“

(انوار احناف ص64)

فاضل بریلوی کی جہالت نقارہ خدا:

عام طور پر ایک تاثر پھیلا ہوا ہے بقول رضاخانی صاحب کے یہ نقارہ خدا ہے کہ واقعی فاضل بریلوی جاہل تھے، ڈاکٹر مسعود لکھتے ہیں:

”ظاہر ہے جاہل ہی نئے فرقے نکال سکتا ہے اور وہی شرک و بدعت پھیلا

سکتا ہے۔"

(تقدیم البریلویہ کا تحقیقی جائزہ ص 23)

معلوم ہوا کہ یہ سب کارستانی فاضل بریلوی نے جہالت کی بنیاد پر کی ہے۔

گھر کی گواہی:

شاہد کا لفظ قرآن پاک کی سورۃ یوسف آیت نمبر 26 میں بھی استعمال ہوا ہے فاضل بریلوی نے ترجمہ گواہ کیا ہے اور دوسری جگہ سورۃ احقاف آیت نمبر 6 میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے وہاں بھی فاضل بریلوی نے ترجمہ کیا ہے گواہ۔

(کنز الایمان)

مگر مولوی عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں:

"باقی رہا تمہارا اعتراض کہ شاہد کا معنی گواہ کے ہیں یہ کسی ان پڑھ کا ترجمہ ہے۔"

(مقیاس مناظرہ ص 210)

لو جی! یہ فاضل بریلوی کو ان پڑھ ہم تو نہیں کہتے یہ ان کے اپنے گھر کے افراد کہہ رہے ہیں کیا اَن پڑھ آدمی ترجمہ قرآن کر سکتا ہے کیا اس کو اجازت دی جاسکتی ہے۔؟؟

ایک اور دلیل:

فاضل بریلوی نے انما عند اللہ ھو خیر لکم النحل آیت نمبر 94 کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لیے بہتر ہے، فاضل بریلوی نے انما کلمہ حصر کا ترجمہ بے شک کیا ہے۔ جبکہ مولوی عبد المجید خان سعیدی لکھتے ہیں:

انما کلمہ حصر ہے جس کا ترجمہ بے شک کرنا درست نہیں قبیح جہالت ہے۔

(علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا قلع قمع ص 70)

اب جاہل ہم تو نہیں کہہ رہے یہ تو اپنے بھی کہنے لگے ہیں۔

ایک اور دلیل:

فاضل بریلوی سے پوچھا گیا کہ حنفیوں کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: نہیں جائز، اس لیے کہ غیر مقلدین اہل ہوا سے ہیں اور اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

(عرفان شریعت حصہ سوم ص25)

کون ہے جو اس کو فاضل بریلوی کے علم پر دلیل بنائے یہ تو فاضل کی جہالت پر دلیل بنے گی۔

مولوی فاروق رضوی صاحب نے فاضل بریلوی کی رہی سہی کسر نکال دی کہ الصیام جمع نہیں بلکہ قام یقوم کے وزن پر صام یصوم صیاما مصدر ہے ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی ج2 ص48 تفسیر مدارک ج1 ص26 صیام کا معنی روزے کرنے سے قبل اتنا غور کیا جاتا کہ اگر بالفرض یہ جمع ہوتا تو اگلا جملہ کما کتب علی الذین میں کُتِبَ کی جگہ کتبت ہوتا۔ لہذا اس کا صحیح ترجمہ ہوگا تم پر روزہ فرض کیا گیا۔

(کرم شاہ کا علمی محاسبہ ص91)

الا انھم ھم السفھاء

(سورۃ البقرہ آیۃ13)

سنتا ہے وہی احمق ہیں۔

(کنز الایمان)

ڈاکٹر غلام قادری لاہوری؛ طاہر القادری کی گت بناتے ہوئے طاہر القادری

کے ترجمہ کا یوں رد کرتے ہیں:

”اس میں موصوف نے الا اور ان کا معنی چھوڑ کر اس کا ترجمہ منشاء الٰہی کے خلاف کر ڈالا۔ الا حرف تنبیہ ہے جس کے معنی خبر دار اور ہوشیار کرنے کے ہیں۔ اور ان حرف تحقیق ہے اس لیے اس کے صحیح معنی یہ ہوں گے خبر دار بے شک وہ خود بے وقوف ہیں۔“

(طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ ص108)

ڈاکٹر صاحب فاضل بریلوی نے بھی ان حرف تحقیق کا ترجمہ نہ کر کے منشاء خدا کے خلاف ترجمہ کیا اور تحریف کی، اور جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ ہم بحمد اللہ سمجھ گئے ہیں وذکر اسم ربہ فصلیٰ سورۃ اعلیٰ آیۃ 15، میں بھی فاضل بریلوی نے ف کا ترجمہ نہیں کیا تو بقول آپ کے خدا منشاء کے خلاف ترجمہ کیا ہے۔

وان اللہ ھو التواب الرحیم۔

(سورۃ التوبہ آیۃ 104)

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(کنز الایمان)

ان اللہ ھو التواب الرحیم

(سورۃ التوبہ آیۃ 118)

بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(کنز الایمان)

مفتی غلام سرور قادری لاہوری لکھتے ہیں:

”تَوَّاب فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنیٰ ہیں بہت توبہ قبول کرنے والا، اسم مبالغہ وہ اسم ہے جس میں معنی وصفی، کثرت اور زیادتی پائی جاتی ہے

جیسے رزاق (رزق دینے والا) یہ اسم فاعل ہے اور اسی سے رزاق مبالغہ جس کے معنی ہیں بہت رزق دینے والا۔

کسی بھی لفظ کے ترجمہ کا صحیح وغلط ہونے کا معیار:

اس میں شک نہیں کہ کسی بھی لفظ کے ترجمہ کا معنی کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار عربی زبان کے قواعد وضوابط ہی ہوسکتے ہیں۔یعنی اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ فلاں لفظ کا ترجمہ یا معنی کیا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ تو عربی گرائمر کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

اس سلسلے میں عربی گرائمر کی مشہور کتاب مراح الارواح جو ہم طالب علموں کو پڑھاتے ہیں اور سالہا سال درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے اس میں لکھتے ہیں یجئی للمبالغۃ نحو صبار یعنی اسم فاعل مبالغہ کے لیے آتا ہے جیسے صبار۔

(مراح الارواح ص25)

بہت صبر کرنے والا تو؛تو اب اور صبار دونوں کا ایک ہی وزن ہے۔مصنف نے صبار کا لفظ بول کر ایک قاعدہ بتایا کہ اس وزن پر آنے والا اسم فاعل مبالغہ کے ہی معنٰی دیا کرتا ہے۔

لیجیے !مفسرین کرام بھی یہی فرمارہے ہیں کہ تواب کے معنی میں مبالغہ ہے اس لیے اس کا معنی ہوگا بہت توبہ قبول کرنے والا ؛نہ کہ توبہ قبول کرنے والا۔ لہٰذا دلائل کی روشنی میں تواب کے معنی بہت توبہ قبول کرنے والا ہوئے، اس کے برعکس اس کا معنٰی توبہ قبول کرنے والا؛ کرنا قرآن کریم کے معنوں میں کمی یا تحریف کرنا ہے۔

اس موقع پر صحابی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک پیشن گوئی یاد آئی ہدیہ قارئین کرتا ہوں انہوں نے فرمایا:

”تم آنے والے زمانہ میں کچھ لوگوں کو پاؤ گے جن کا دعوٰی ہوگا کہ وہ انہیں

اللہ کی کتاب قرآن کی طرف بلاتے ہیں حالانکہ انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا ہو گا۔"

(سنن دارمی ج1 ص50)

"یعنی وہ خود قرآن کے علوم سے ناواقف اور روح عمل سے دور ہوں گے، لیکن وہ تمہارے سامنے اپنے آپ کو قرآن کا عالم و مفسر ظاہر کریں گے۔"

(طاہر القادری کا علمی و تحقیقی محاسبہ ص42 تا45)

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ۔

(سورۃ البقرہ آیۃ80)

اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔

(کنز الایمان)

جناب ڈاکٹر غلام سرور قادری لکھتے ہیں: "عربی کی تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھنے والے طالب علم سے بھی ایسی غلطی متوقع نہیں جو ایک علامہ اور ڈاکٹر کہلانے والے صاحب فرما رہے ہیں۔ عربی کی تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے حضرات بھی مانتے ہیں کہ حرف لن نفی مع تاکید کے لیے آتا ہے یعنی اس میں نفی ہوتی ہے اور تاکید بھی (یعنی معنی ہونا چاہیے ہمیں ہر گز آگ نہ چھوئے گی) چنانچہ میر سید جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نحو میر میں لکھتے ہیں ولن برائے تاکید نفی است

(نحو میر ص19 بحث حروف عاملہ)

یعنی لن نفی کی تاکید کے لیے ہے علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں:

ان فی لن توکیدا وتشدیدا۔

(تفسیر کشاف ج1 ص228)

بے شک حرف لن میں تاکید و تشدید یعنی شدید نفی پائی جاتی ہے۔

لیکن پروفیسر صاحب ان کے نفی والے معنی تو کر گئے مگر تاکید جو اسکی روح تھی اسے چھوڑ گئے۔ ترجمہ قرآن میں اس قدر غفلت اور بے اعتنائی ایک مسلمان کی شان کے ہر گز لائق نہیں خدائے قدوس کے کلام کا ایک حرف اپنے موقع اور محل کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے اور ترجمہ کرتے وقت ہلکی سی غلطی بھی اس کی حکمت کلامیہ کے لیے نقصان دہ بلکہ اس کے کلام مقدس میں تحریف قرار پاتی ہے کیونکہ اس سے منشاء الٰہی پورا نہیں ہوتا اس کی مثال یوں ہے جیسے ایک شخص اپنے قاصد کے ذریعے کسی کو پیغام بھیجتا ہے فلاں کام ہر گز نہ کرنا مگر قاصد جا کر یوں کہتا ہے فلاں کام نہ کرنا خود ہی سوچ لیجیے کیا اس سے پیغام بھیجنے والے کے پیغام میں سے لفظ ہر گز کو نکال دینا پیغام رسانی میں خیانت اور تحریف و تبدیل قرار نہیں پائے گی؟ ضرور پائے گی۔"

(طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ ص106 تا107)

ڈاکٹر صاحب یہ سب باتیں تو فاضل بریلوی پر بھی فٹ بیٹھ رہی ہے۔

سرزمین اجمیر شریف کے چشم و چراغ مولانا معین الدین اجمیری جو کہ خواجہ قمر الدین سیالوی کے استاذ حدیث ہیں فاضل بریلوی کے متعلق اپنی مشہور و معروف کتاب "تجلیات انوار المعین" میں تحریر فرماتے ہیں: "کہ وہ اپنے آپ کو صحابہ کرام و تابعین پر قیاس کرنے کے عادی ہیں۔" (تجلیات انوار المعین ص18)

اعلی حضرت ہدایت سے خالی ہیں۔

(تجلیات انوار المعین ص21)

جادہ مستقیم سے منحرف ہیں۔

(تجلیات انوار المعین ص22)

مسلمانوں پر تشدد اور ظلم کرنے والے ہیں۔

(تجلیات انوار المعین ص30)

نیکی کے اسفلی درجہ پر بھی نہیں چہ جائیکہ مجدد مانا جائے اور یہ ماننا بڑی حماقت ہے

(تجلیات انوار المعین ص34)

باجبر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف بنا رہے ہیں۔

(تجلیات انوار المعین ص36)

سنیت کے بلا شرکت غیرے مالک ہیں جس کو چاہیں رکھیں جس کو چاہیں نکال دیں۔

(تجلیات انوار المعین ص36)

سنیت ان کی مملوک اور حنفیت ان کی جاگیر ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص36)

دنیا میں اتنا کسی نے کافروں کو مسلمان نہیں کہا جتنا اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص37)

اوصاف مجددیت سے خالی ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص37)

اسلام کو فنا کے گھاٹ پر اتار دیا۔

(تجلیات انوار المعین ص38)

احمد رضا کی بات کا مطلب یہ ہے کہ میری ذات ایسی ہے کہ جس کی حمایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت محفوظ ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص38)

مجدد التکفیر ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص 38)

مولانا عبد الرحمان جامی رحمہ اللہ کی تکفیر کر دی۔

(تجلیات انوار المعین ص39)

حمد و نعت کا دروازہ بند کرنا چاہتا ہے۔ (تجلیات انوار المعین ص40)

ایک دنیا کو وہابی کر ڈالا ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص42)

علماء اہل السنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بد ظن کر لیا ہے۔

(تجلیات انوار المعین ص42)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے اور اس کے بعد بھی سنی رہے۔ (تجلیات انوار المعین ص43)

اعلی حضرت کے شعر پر گرفت۔

(تجلیات انوار المعین ص44)

وہابی صرف اس کو کہتے ہیں جو مجدد نہ مانے اگر مجدد مانے تو وہابی ہو بھی تو سنی بن جاتا ہے۔ (تجلیات انوار المعین ص44)

فحش لوگوں کا خاتمہ جن الفاظ پر ہوتا ہے اعلی حضرت کی زبان پر ہر وقت رہتے ہیں۔ (تجلیات انوار المعین ص36)

بریلویوں نے مجددین کی فہرست دی ہے اور اس میں چند نام یہ بھی ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے مجدد:

- امام محمد شیبانی رضی اللہ عنہ متوفی 185ھ، امام مالک رحمہ اللہ متوفیٰ 199

چوتھی صدی ہجری کے مجدد:

- امام اسماعیل بن حمادی جوہری متوفی 319ھ

چھٹی صدی ہجری کے مجدد:

✪ امام قاضی فخر الدین حسن منصور رحمہ اللہ متوفی 592ھ

آٹھویں صدی ہجری کے مجدد

✪ امام عمر بن مسعود تفتازانی رحمہ اللہ 792ھ

نویں صدی ہجری کے مجدد

✪ امام محمد بن یوسف کرمانی رحمہ اللہ شارح بخاری متوفی 884ھ

دسویں صدی کے مجدد

✪ علامہ شیخ محمد بن طاہر محدث پٹنی رحمہ اللہ 986ھ

(فیضان اعلیٰ حضرت ص 571 تا 573)

عمر بریلوی لکھتے ہیں:

"بعض اکابر نے کھلا اقرار کیا ہے کہ شاہ صاحب نے مجددیت کا خاکہ پیش کیا ہے اور سید صاحب شہید سے اور اسماعیل شہید ان کے مجددیت کے متمم ہوئے ہیں گویا مجددیت کے کام کو تین ہستیوں نے سرانجام دیا۔"

(توحید ص 175)

سنو جح سے اس کتاب کا یہ تعلق ہے کہ اس سفر میں اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ کا خلاصہ 21 ذی الحجہ 1323ھ کو علماء حرمین کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اس پر بھی محبت اور عقیدت میں ڈوب کر تقریظیں تحریر فرمائیں۔

(احمد رضا نمبر ص 427)

گویا کہ حب الشئی یعمی ویصم کا کامل مصداق تھے۔

قسط نمبر 4: گھر کے بھیدی

سابق اہل حدیث مسعود احمد B.S.C کی کتاب "تلاشِ حق" کے بدلتے نقشے

✍......مولانا محمد نواز فیصل آبادی حفظہ اللہ

فتنہ جماعت المسلمین کی بنیاد رکھنے سے پہلے مسعود احمد نے جب اس کا تعلق فرقہ اہل حدیث کی ایک "فرقی" غرباء اہل حدیث سے تھا۔ دوسرے حضرات کو اپنا ہمنوا بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا بڑی محنت اور بھاگ دوڑ سے لوگوں کو فرقہ اہل حدیث میں شامل کرنا اس کا محبوب مشغلہ تھا فرقہ اہل حدیث میں ہوتے ہوئے اس نے ایک اسکول کے ہیڈ ماسٹر نواب محی الدین کو غیر مقلد بنانے کے لیے اس کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ اس دوران دوسرے غیر مقلد حضرات کی طرح موصوف مسعود احمد بھی اپنے نام نہاد فرقہ اہل حدیث کو ایک قدیم اور ناجی جماعت ثابت کرنے کے لیے دجل و تلبیس سے کام لے کر ہاتھ پائوں مارتا رہا آخر کار مسعود احمد کی یہ تلبیسانہ محنت ٹھکانے لگی اور ہیڈ ماسٹر مذکور اس کے فریبی جال میں پھنس گیا اور فرقہ غیر مقلدیت میں ایک مہمان کا اضافہ ہوا۔

اس فرقے کے افراد نے اس پر خوشی سے بغلیں بجانے لگے اور اس کو بہت بڑا کارنامہ قرار دیا ان کے ہاں مسعود احمد کے وقار میں بھی اضافہ ہوا اس لیے انہوں نے اس ساری تحریری کارروائی کو تلاش حق کے نام سے مستقل کتابی شکل میں شائع کیا۔ فرقہ اہلحدیث کے ایک فرد ابن الاسلام سلفی اس کتاب کے عرض ناشر کے

عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

تلاش حق نامی کتاب پڑھنے کے بعد آپ خود اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کر سکیں گے ہمارے خیال میں یہ کتاب صراط مستقیم تک رسائی کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔

(تلاش حق ص 7 طبع 1994ء ناشر تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ گوالمنڈی)

یہ تو فرقہ اہل حدیث کے ہاں اس کتاب کی اہمیت تھی اب ذرا اس کتاب کے مصنف کا تعارف بھی فرقہ اہل حدیث ہی کے ایک فرد جناب عبدالسلام خانصاحب کی زبانی ملاحظہ ہو۔ چنانچہ اس کتاب کے پیش لفظ کے تحت لکھتے ہیں:

محترم سید مسعود احمد صاحب بی ایس سی جماعت اہل حدیث میں ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں جو بیک وقت انگریزی اور عربی کے عالم ہیں سید صاحب موصوف نے اسلاف پرستی اور تقلید کی تاریک فضائوں میں مدتوں رہنے کے بعد دین کے معاملہ میں خداداد صلاحیتوں سے صحیح تحقیق کے بعد اپنے لیے جو راہ عمل اختیار کی ہے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا تھا۔

تلاش حق ص 9

مذکورہ الفاظ سے اس کتاب اور اس کے مصنف کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیر مقلدوں کے ہاں اس کا اور اس کے مصنف کا مقام و مرتبہ کیا تھا؟؟ غیر مقلدوں کے ہاں جس کتاب اور اس کے مصنف کی اتنی قدر و منزلت تھی آج نہ وہ کتاب ہی مارکیٹ میں موجود ہے اور نہ اس کے مصنف کی وہ قدر و منزلت ہے جو کبھی تھی، اس کی وجہ کیا ہے؟؟

وجہ یہ ہے کہ کتاب بھی بدل گئی اور اس کا مصنف بھی جس راستے کو حق

سمجھتا تھا اس سے منحرف ہو گیا۔ مسعود احمد نے جب فرقہ اہل حدیث کو چھوڑ کر فتنہ جماعت المسلمین کی بنیاد رکھی تو یہ کتاب فرقہ اہل حدیث کے لیے درد سر بن گئی کیونکہ جس شخصیت کے محقق ہونے اور عظیم المرتبت ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا گیا آج وہ خود تحقیق کے نام پر گمراہی کی مزید دلدل میں غرق ہو گیا۔ فرقہ اہل حدیث کو صراط مستقیم پر سمجھنے والا اس کے افراد کو غیر مسلم کہنے لگا جو شخص ان کو غیر مسلم کہے تو پھر وہ اس کو اپنا ہیرو کیسے مانتے رہتے؟؟ اس مجبوری کی وجہ سے فرقہ اہل حدیث کے افراد کو اس کی یہ کتاب چھاپنا بند کرنی پڑی۔

جہاں یہ کتاب تلاش حق فرقہ اہل حدیث کے لیے درد سر بن گئی وہاں مسعود احمد اور اس کی جماعت جماعت المسلمین کے لیے مصیبت سے کم نہ تھی۔ اس نئے فتنے کی بنا پر جہاں خود اسے اپنے خیال میں مسلم ہونا پڑا ساتھ اپنی اس کتاب کو بھی کانٹ چھانٹ کر مشرف بہ اسلام کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اس کتاب سے وہ تمام عبارات نکال دی گئیں جو اس کے فتنہ جماعت المسلمین کے ساتھ ہم آہنگ نہ تھیں مشرف بہ مسعودیت کرنے کے بعد اس کتاب کا نام خلاصہ تلاش حق رکھا اب فتنہ جماعت المسلمین والے اسی کتاب خلاصہ تلاش حق کو شائع کرتے ہیں۔ اصل کتاب تلاش حق کو ہوا تک نہیں لگنے دیتے۔

خیر! انہی وجوہات کی بنا پر فرقہ اہل حدیث کے افراد اور فتنہ جماعت المسلمین کے حضرات اصل کتاب کو شائع نہیں کرتے۔

ہم ان شاء اللہ آئندہ قسط میں تلاش حق اور خلاصہ تلاش حق میں اختلاف کی ایک جھلک قارئین کی نذر کریں گے۔

(.................جاری ہے)

تحریکِ پاکستان اور علمائے دیوبند

......مولانا محمد مبشر بدر حفظہ اللہ

پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا۔ اس کی بنیاد اسی وقت سے ہی پڑ گئی تھی جب ملتِ اسلامیہ کے عظیم جرنیل محمد بن قاسمؒ نے ایک مسلمان بہن کی پکار پر ہندوستان پر لشکر کشی کر کے فتح حاصل کی اور ایک عادلانہ حکومت قائم کر کے ہندوؤں کو ان کے حقوق دیے جو اس سے قبل ہندو راجاؤں نے ضبط کیے ہوئے تھے۔ اس حسن سلوک، نیکی اور عدل سے متأثر ہو کر لاکھوں ہندو حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ سلسلہ برابر چلتا رہا حتیٰ کہ مسلمانوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی۔ کٹر بند ہندوؤں کو اسلام کی پھیلتی روشنی اور ہندوازم کا خاتمہ بالکل برداشت نہیں تھا اسی لیے وہ مسلمانوں کے خلاف نفرتوں کے جالے بنتے رہے۔

جب کہ ادھر سرزمینِ ہند پر ایک بہت بڑی افتاد آن پڑی۔ تجارت کی غرض سے ہند میں وارد ہونے والے انگریزوں نے ہندوستان پر چڑھائی کر کے ناجائز قبضہ جمالیا، مسلمانوں کی مغلیہ حکومت کا خاتمہ کر دیا اور ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ اس یلغار کو روکنے کے لیے علمائے اسلام میدان میں آئے جن میں علمائے دیوبند سرفہرست ہیں جو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ کے مشن کے صحیح معنی میں جانشین تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد کے اساسی مقاصد میں سے علوم اسلامیہ کی اشاعت و ترویج، تزکیۂ نفوس اور انگریز کے خلاف جہاد شامل تھا۔ علمائے دیوبند نے مسلمانوں میں اپنے ملک و ملت کو بچانے کے لیے انگریز کے خلاف جہاد کا شوق و ولولہ پیدا کیا جس کی

بدولت انگریز کو ہندوستان سے بھاگنا پڑا اور یوں عملاً تو ہندوستان انگریز کی غلامی سے آزاد ہو گیا لیکن انگریز کے بنائے ہوئے کالے قوانین کی زنجیروں میں ایسی بری طرح جکڑا کہ آج تک ان سے آزاد نہیں ہو سکا۔

انگریز کے چلے جانے کے بعد پاکستان میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے جس کی وجہ سے دو قومی نظریے نے قوت پکڑی۔ مسلمان یہ بات اچھی طرح جان گئے تھے کہ انگریز کی مسلط کی ہوئی جمہوریت کی بنا پر ہندو بر بنا اکثریت مسلمانوں پر حکمرانی کریں گے اور مسلمان ہندوؤں کی غلامی میں پستے رہیں گے۔ اس وقت کے موجودہ حالات بھی ہندوؤں کے مکروہ عزائم کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے الگ اسلامی ملک کی صدا بلند کی جس میں وہ اسلامی احکامات کو نافذ کر کے اسلام کے زیرِ سایہ اپنی زندگی گزار سکیں۔ مسلمانوں کی انتھک محنت اور کوشش کے بعد ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ اسلامی سلطنت کے قیام کا خیال جو علامہ اقبال نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں اپنے خطبہء صدارت کے دوران ظاہر کیا تھا بالکل وہی خیال ان سے بہت پہلے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنی مجالسِ عامہ میں کئی بار ظاہر فرما چکے تھے، جس کا تذکرہ مولانا محمد علی جوہر کے دست راز اور کانگریس کے حامی مولانا عبد الماجد دریا آبادی اپنی کتاب ”نقوش و تاثرات“ میں بیان کیا ہے۔ یہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بارے ان لوگوں کی گواہی ہے جو کانگریس کے حامی اور نظریہء پاکستان کے مخالف تھے اور خود حضرت تھانویؒ سے متعدد بار اسلامی ملک کی تاسیس کے بارے سن چکے تھے۔ ۲۳ تا ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا دہلی میں اجلاس شروع ہونے والا تھا۔ اس تاریخی اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے مسلم لیگ کے ارکان

نے حضرت تھانویؒ کو ہدایات دینے کے لیے دعوت نامہ بھیجا۔ یہ حضرت تھانویؒ کی وفات سے تین ماہ قبل کا واقعہ ہے۔ بامر مجبوری آپ نے اجلاس میں شرکت سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے اپنی ہدایات ایک تاریخی خط میں لکھ کر روانہ فرمادیں جس میں اپنی دو کتابوں ''حیاۃ المسلمین اور صیانۃ المسلمین''کی طرف رہنمائی فرمائی: پہلی کتاب شخصی اصلاح اور اور دوسری کتاب معاشرتی نظام کی اصلاح کے لیے تھیں۔ جب مسلم لیگ ۱۹۳۹ء میں اپنے تنظیمی منصوبے کے تحت صوبوں اور ضلعوں میں از سرِ نو شاخیں قائم کر رہی تھی تب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ اور بعض دیگر اکابر علمائے دیوبند کے مشورہ سے مسلمانانِ ہند کو مسلم لیگ کی حمایت و مدد کرنے کا فتویٰ دیا۔ صف علماء سے یہ پہلی آواز تھی جو مسلم لیگ کی حمایت میں بلند ہوئی جس سے مخالفین کی صفوں میں سراسیمگی پھیل گئی کیوں کہ وہ مسلمانانِ ہند میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا اثر و رسوخ اچھی طرح جانتے تھے۔ ان کے ہزاروں متوسلین خلفاء جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ عین اسی موقع پر جماعت اسلامی نے کانگریس کی حمایت کر کے تحریکِ پاکستان کی تائید کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''جب کونسلوں، میونسپلٹیوں میں ہندوؤں سے اشتراکِ عمل جائز ہے تو دوسرے معاملات میں کیوں نہیں؟''۔ دارالعلوم دیوبند کی سیاسی جماعت جمعیت علمائے ہند دو حصوں میں تقسیم ہوگئی: ایک جماعت کانگریس کی حامی ہوگئی جس کی سربراہی مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرمارہے تھے اور دوسری مسلم لیگ کی حمایت میں کھڑی ہوگئی جس کی صدارت علامہ شبیر احمد عثمانی فرمارہے تھے۔ ان دنوں مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی تھے، حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ اور پاکستان کی حمایت میں تھے۔ اس مسئلے پر دونوں

فریقین کے مابین آراء کا اختلاف ہوا، بحث و مباحثہ کی نوبت آئی۔ بالآخر دارالعلوم دیوبند کو اس اختلاف کے اثرات سے دور رکھنے کے لیے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اور چند دیگر علمائے کرام نے دارالعلوم سے باضابطہ استعفیٰ دے دیا اور پاکستان کی حمایت میں اپنے اوقات کو آزادانہ وقف کر دیا۔ بعض مخالفین اس اختلاف کو بیان کر کے اکابر دیوبند کو متہم کرتے اور لوگوں کو علمائے دیوبند اور پاکستان کی حامی جمعیت علمائے اسلام کو پاکستان دشمن قرار دے کر لوگوں کے اذہان پراگندہ کرتے ہیں، یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے جو تعصب کی علامت ہے دونوں اکابر کا اختلاف اخلاص پر مبنی تھا۔ تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ سب سے پہلے پاکستان کی تائید کرنے والے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ہیں۔

مشرقی پاکستان کا جھنڈا لہرانے والے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ تھے مغربی پاکستان کا جھنڈا لہرانے والے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تھے حتیٰ کہ قائدِ اعظم مرحوم نے اپنے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ ان کا جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ پڑھائیں چنانچہ وصیت کے مطابق علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے ہی قائدِ اعظم کا جنازہ پڑھایا جو کہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قائد اعظم سمجھتے تھے کہ علمائے دیوبند کے تعاون کے بغیر پاکستان کا بننا محال تھا۔

اس میں شک نہیں کہ تحریک پاکستان میں ہر طبقے کی کوششیں شامل رہی ہیں لیکن جو امتیاز علماء دیوبند کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ تحریک پاکستان میں علماء دیوبند کے کردار کو جان بوجھ کر فراموش کیا جارہا ہے کیونکہ اسلام مخالف سیکولر لابی اس ملک میں اسلامی نظام نہیں چاہتی، تاکہ نئی نسلوں کے ذہن سے یہ مٹ جائے کہ پاکستان کی بنیاد اسلام کے نام پر قائم ہے اور اس میں علماء اسلام کا بہت بڑا کردار ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اور مفسرین کرام رحمہم اللہ

……مولانا حسین احمد مدنی حفظہ اللہ

متخصص مرکز اہل السنت والجماعت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور اس مقدس سلسلہ کا ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر بالآخر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ آکر ختم ہو گیا۔ اور ہر نبی آتے تو اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری بھی سناتے لیکن جب ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو واضح طور پر یہ اعلان فرمایا:

"میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا"

(مسند احمد: جلد16 صفحہ 603 رقم الحدیث 23251)

اس عقیدے پر قرآن کریم کے سو سے زیادہ آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احادیث مبارکہ شاہد ہیں۔ ذیل میں ہم صرف ایک آیت اور چند تفاسیر پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

"ترجمہ: (مسلمانو!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔"

(سورۃ احزاب آیت 40 آسان ترجمہ قرآن، از: مفتی تقی عثمانی)

تفسیر نمبر 1:

حضرت مولانا عبدالقادر محدث دھلوی رحمہ اللہ (سورۃ احزاب آیت

نمبر 40) کے تحت فرماتے ہیں:

”شروع اسلام سے آج تک پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ خاتم النبیین اور ختم نبوت کی تشریح اور تعبیر میں بھی پچھلے تیرہ سو برس میں (سوائے انگریزی دور کے مدعی نبوت مرزا غلام احمد کے) امت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف رونما نہیں ہوا۔ اور پوری امت اس تشریح پر متفق رہی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی و رسول مبعوث ہونے والا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا ہے۔“

(موضح القرآن صفحہ 603 ، ناشر: ایم ایچ سعید کراچی)

تفسیر نمبر 2:

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (سورۃ احزاب آیت نمبر 40) کے تحت فرماتے ہیں:

”یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، بس جن کو ملنی تھی مل چکی، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے آئیں گے، خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہو گا۔ جیسے آج انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جاری و ساری ہے۔

حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو

بھی بجز میرے اتباع چارہ نہ تھا۔

بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین علیہم السلام اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیتِ عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اُس وقت دکھائی نہیں دیتا۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدین لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مُہر لگ ملی ہے۔ (واللہُ اعلم)

تنبیہ: ختم نبوت کے متعلق قرآن، حدیث، اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علماء عصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ مطالعہ کے بعد ذرا تردد نہیں رہتا کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے۔"

(تفسیر عثمانی صفحہ 385، ناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تفسیر نمبر 3:

فقیہ ملت مفکر اسلام مفتی محمود رحمہ اللہ (سورۃ احزاب آیت نمبر 40) کے تحت فرماتے ہیں:

"خَاتَمَ النبیین: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اب کسی کو نئی نبوت قیامت تک نہیں ملے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کیلئے ہے، یہاں تک کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر میں تشریف لائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدیہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی پیروی کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی میری اتباع کیے بغیر چارہ نہ تھا۔

دوسری حدیث میں ارشاد فریاما کہ میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دیوار تعمیر ہو رہی ہو اور آخر میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ جائے تو فرمایا میں وہ آخری اینٹ ہوں۔

اور بھی متواتر احادیث سے حضور کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے۔ جو اس عقیدہ میں تردد کرے یا تاویلات کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرے وہ شخص دائرہ اسلام سے صریحاً خارج ہے۔"

(تفسیر مفتی محمود جلد:3 صفحہ:114 ناشر: جمعیۃ پبلکیشنز لاہور)

تفسیر نمبر 4:

مولانا محمد جمال بلند شہری (اُستاذ دار العلوم دیوبند) سورۃ احزاب آیت نمبر 40 کے تحت فرماتے ہیں:

"خاتَم مُہر کو کہتے ہیں اور مُہر آخری عمل کو کہا جاتا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ نبی نہیں کذاب و دجال ہو گا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اور اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق ہے۔

قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا، جو صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے تو وہ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر آئیں گے۔"

(جمالین شرح اور جلالین جلد:5 صفحہ:149.150 ناشر: زمزم پبلشرز)

غیر مقلدین کا مختصر تعارف

✍......مولانا ابو الکلام صدیقی حفظہ اللہ

دین سے وابستگی کا واحد ذریعہ:

ہم تک دین و شریعت کے احکام و مسائل پہنچنے کا واحد معتبر، اولین اور بنیادی ذریعہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں پھر ان سے آگے امّت میں ان کو منتقل کرنے والے محدّثین و فقہاء اور ائمّہ مجتہدین ہیں۔ ائمّہ مجتہدین کے ذریعے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دین، اس کا فہم اور نمونہ عمل امت میں منتقل کرنے کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سبیل المومنین فرمایا ہے۔ اگر اس واسطے کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو پھر دین و شریعت سے ہماری وابستگی ممکن ہی نہیں رہتی، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں سبیل المومنین انحراف پر جہنم کی وعید فرمائی ہے۔

دین سے محروم کرنے کی سازش:

شیطانیت؛ آدم علیہ السلام کی اولاد سے حسد اور یہودیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جلن کی وجہ سے یک جان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ دعوت کو دینِ حق سے دور رکھنے اور امت اجابت یعنی اہل ایمان کو اس سے منحرف کرنے میں کوشاں ہیں بعض گروہ شعوری و ارادی طور پر اور بعض غیر ارادی طور پر اس سازش کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اس امت میں مختلف فتنے وجود میں آچکے ہیں۔

فتنوں کا اساس اور اس کا دروازہ:

ان فتنوں کی بنیاد سبائیت ہے جس نے یہودیت سے جنم لینے کے بعد عیسائیت کی آبیاری اور مجوسیت کے پیوند سے رافضیت کی شکل اختیار کی۔ رافضیت نے

ایک تو خود کو مختلف شاخوں میں تقسیم کر کے اپنا دائرہ کار وسیع کر دیا۔ دوسرے یہ کہ امت مسلمہ میں انتشار و اختلاف کا سازشی جال پھیلا دیا، ان فتنوں کی بنیاد اگر چہ رافضیت ہے مگر اس کا دروازہ غیر مقلّدیت ہے جسے امت کو گمراہ کرنے کے لیے سبیل المومنین سے قلبی، ذہنی، لسانی، یا عملی انحراف کی مختلف پر کشش صورتوں سے مزیّن کیا گیا ہے، رافضیت اور غیر مقلّدیت دونوں کا ہدف دین کی بنیادی اور واحد ذریعہ کی حیثیت رکھنے والی جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

مگر ظاہری فرق یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رافضیت کا براہِ راست ہدف ہیں جبکہ غیر مقلدیت نے ان کو ائمہ مجتہدین اور ان کے فقہی مسلکوں کی مخالفت کی آڑ میں نشانہ بنا رکھا ہے جس کا اندازہ ان کے اس بنیادی سوچ سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کو حدیث کے فہم اور اس پر عمل کے لیے ائمہ مجتہدین کی تحقیق اور اجتہادی تطبیق و ترجیح قبول نہیں کیوں کہ اس کا انحصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال پر ہے اور ان کے نزدیک شریعت میں صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حجت نہیں۔

حقیقی اہل قرآن اور اہل حدیث:

غیر مقلدین نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے جو اس نام پر اسی طرح غاصبانہ قبضہ ہے جس طرح منکرین حدیث لوگوں کو اپنے بے دینی کے بارے میں دھوکہ میں رکھنے کے لیے اپنا گروہی نام اہل قرآن بتاتے ہیں حالانکہ حقیقت میں اہل قرآن اور اہل حدیث تو وہ ائمہ کرام ہیں جو قرآن و حدیث ہمہ وقتی اور ہمہ جہتی وابستگی اور اس کا صحیح فہم رکھتے ہیں اور انہوں نے امت کو فقہ کی صورت میں قرآن و حدیث پر صحیح اور مطلوب عملی شکل یعنی سنت سے آگاہ کیا ہے یہی وجہ ہے کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے امت کو گمراہی سے آگاہ کرنے کے لیے۔فعلیکم بحدیثی کی

بجائے، "فعلیکم بسنتی و سنت الخلفاء الرّاشدین المهدیّین" (پس تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت لازم ہے) اور نجات پانے والے گروہ کے لیے "ما انا علیه واصحابی" (جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہیں) کے کلمات کہلوائے۔

غیر مقلدین کی دعوت اتحاد:

غیر مقلدین امت میں اتحاد کے داعی ہیں اور اتحاد کے لیے ان کی دعوت یہ ہے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء کے فہم کے بغیر حدیث کا مفہوم خود سمجھ کر یا دوسرے لفظوں میں غیر مقلدین کے بیان کردہ مفہوم کو اپنے فہم کا حاصل سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے مگر ان کی یہ دعوت نہ شرعا درست ہے نہ ہی عقل سے مطابقت رکھتی ہے۔ جب کسی بھی علم و فن میں اس علم و فن کے ماہرین کی بجائے کسی اور پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا تو پھر فہم و دین اور اس کی عملی صورت یعنی شریعت جیسی سب سے قیمتیں متاع کو ماہر دین و شریعت کی بجائے ہر غیر عالم، جاہل یا عام آدمی کے سپرد کیسے کیا جاسکتا ہے۔

قرآن و حدیث کی تشریح عام لوگوں کے سپرد کرنے کا نتیجہ:

اس وقت مجتہدین میں قرآن و حدیث کے غیر منصوص یعنی غیر واضح احکام میں اجتہادی اور ایسے منصوص احکام جن میں ایک سے زیادہ صورتوں والی ترجیحی اختلاف ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق مذموم نہیں بلکہ غلط ہونے کی صورت میں بھی ایک اجر کا موجب ہے اور اگر صحیح ہو تو اس پر دوہرا اجر ہے جبکہ عام آدمی اپنے فہم کے مطابق اگر صحیح بھی سمجھا ہو تو قابلِ گرفت ہے نیز یہ کہ مجتہدین میں واضح احکام میں کامل اتّفاق ہے لیکن اگر ہر آدمی کو اپنے فہم کے مطابق

مفہوم متعیّن کرنے کی اجازت دے دی جائے تو نہ صرف غیر اختلافی واضح احکام و مسائل پر اتفاق کی صورت ختم ہو جائے گی بلکہ دین کے بنیادی اصولوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا کیونکہ ،ایک تو عام آدمی مجتہدین کے مقابلے میں کثیر ہیں دوسرے یہ کہ مجتہدین میں اجتہاد کی صلاحیت کے علاوہ ہدایت تقویٰ میں پختگی بنیادی شرط ہے اور ان کے اجتہاد کی اساس فکر آخرت ہوتی ہے۔ جبکہ عوام میں فکر آخرت کی وہ پختہ کیفیت نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ مجتہدین وفقہاء کا اجتہاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ماخوذ اصولوں کے دائرے میں ہوتا ہے جبکہ غیر مجتہدین کو ان اصولوں سے نہ تو کماحقہ آگاہی ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ ان کے استعمال وفہم کی صلاحیت رکھتے ہیں اس لیے یہ اختلاف بھی لامحدود صورت اختیار کر لے گا اور دین عوام کا کھیل بن کر رہ جاے گا جیسا کہ خود ان غیر مقلدین کے مابین اختلاف سے ظاہر ہے چنانچہ ان میں بھی کئی فرقے بن چکے ہیں جو ایک دوسرے کو غلط، گمراہ بلکہ کافرو مشرک تک کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کا مشن اور مقصود:

جب غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین کی اکثریت تقلید کی وجہ سے مشرک، کافر یا کم از کم گمراہ، فاسق و فاجر ہے اور خود یہ گروہوں میں بٹے ہوے اور اختلافات کا شکار ہیں تو پھر یہ مقلدین کو کس بنیاد پر اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں، اگر اس دعوت کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ ان کا مقصود یہ ہے کہ مقلدین کو تقلید کی صورت میں سبیل المومنین سے جو وابستگی حاصل ہے انہیں اس سے نکال کر اپنا مقلّد یعنی اپنے جیسا نفسانی خواہش کا پیروکار بنادیا جائے۔

غیر مقلدین کا تقلید کرنا:

یہ لوگ عموماً بخاری شریف اور مسلم شریف پر عمل کے مدعی اور داعی ہیں

اور دوسروں سے بھی اس کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے فلاں عمل کی بخاری و مسلم میں حدیث دکھاؤ، جبکہ نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ حدیث صرف بخاری و مسلم میں ہے۔ پھر یہ کہ بخاری و مسلم تمام احادیث کا مجموعہ نہیں بلکہ ان دونوں اماموں کا اپنا اپنا اجتہادی انتخاب ہے اور ان پر عمل کی دعوت بظاہر ان اماموں کی مگر درحقیقت اپنی تقلید کی دعوت ہے حالانکہ یہ کسی بھی امتی کی تقلید کو حرام اور شرک کہتے ہیں، اگر ائمّہ مجتہدین میں سے کسی امام رحمہ اللہ کی تقلید شرک ہے تو امام بخاری و امام مسلم رحمتہ اللہ علیہما بلکہ ان غیر مقلدین کی تقلید کیسے جائز ہو گی؟

غیر مقلدین کی غیر مقلد علماء کی تقلید :

نیز یہ کہ تقلید کو حرام اور شرک کہنے والے غیر مقلدین خود اپنے غیر مقلد علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ ہم اپنی روز مرّہ زندگی میں کرتے رہتے ہیں کہ جب کسی غیر مقلد کو کسی سوال کا جواب نہیں آتا یا اسے اس کے مسلکی عمل کے خلاف بخاری و مسلم کی کوئی حدیث دکھائی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے مسلک کے علماء سے پوچھ کر بتاؤں گا، یہ خود ان کے اپنے دعویٰ کے لحاظ سے بخاری و مسلم سے اعراض اور اپنے غیر مجتہد علماء کی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

مقلد اور غیر مقلد کی تقلید کا فرق:

غرض یہ کہ خود غیر مقلدین بھی تقلید کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ہم قرونِ اولیٰ کے ان مجتہدین میں سے کسی مجتہد امام کی کرتے ہیں جن کے دینی فہم اور تقویٰ پر علماءِ امت کا اجماع ہے جبکہ یہ ان کی بجائے دورِحاضر کے اپنے غیر مجتہد، غیر مقلد علماء کی تقلید کرتے ہیں جن کی اپنی علمی و تحقیقی صلاحیت اور صداقت و دیانت ثبوت کا محتاج ہے۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سہ ماہی ہر تین ماہ بعد 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام۔۔۔۔رسید نمبر۔۔۔۔خریداری نمبر۔۔۔۔۔۔ایجنسی نمبر۔۔ایڈریس۔۔۔۔۔

تعداد رسالہ۔۔۔۔۔بابت ماہ۔۔۔۔۔کا رسالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجتا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلاً: محمد نوید، رسید نمبر 345، خریداری 506، مکان نمبر 45، راجپوت اسٹریٹ، ڈاکخانہ لاڑکانہ، لاڑکانہ، عدد 1، اپریل 2014۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل وجرائد مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جارہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔ (ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [قافلہ حق] مرکز اہل السنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (جدید) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میسج کرنے کے لیے:

03326311808

[قافلہ حق کے مستقل ممبر بنئے دوستوں کے نام قافلہ حق سبسکرپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام:............................ ولدیت:...

رابطہ نمبر:.............................. ای میل:.......................................

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):..

بینک کا نام:.................... رقم جمع کرانے کی تاریخ:.................................

مکمل ایڈریس : ....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فِل اَپ کر کے سرکولیشن مینیجر ماہنامہ فقیہ کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل وجرائد (سہ ماہی قافلہ حق) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتہ پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون: 03326311808

سہ ماہی قافلہ حق ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
ڈاکٹر تحسین اللہ	پشاور	03339217613
مولانا نوید حنیف	آزاد کشمیر	03132317090
مولانا سلیم معاویہ	کبیر والا	03005664817
مولانا محمد عثمان	میانوالی	0333-6836228
مولانا عمر خطاب	اٹک	03077375075
مولانا رحمت اللہ	کوہاٹ	03449251287
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
ضیاء الرحمٰن	واں بھچراں	03363725900
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا بشارت علی	فیصل آباد	03008664101
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

مرکز اہل السنّت والجماعت

ایک ادارہ، ایک تحریک

زیر سرپرستی

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

بارہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)
ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس و اصلاحی بیان (برائے مریدین وسالکین)
ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی)۔ فقیہ (ماہنامہ)۔ بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت
(فکری ونظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com
(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوۃ، عشر، صدقات کی مد میں تعاون فرمائیں

میزان بینک سرگودھا — اکاؤنٹ نمبر 14010100725862 — بنام محمد الیاس

خط وکتابت: مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا